Postal Reg. No. L/P/GDP-1 DEC 2007

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم . وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 56

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 13

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

9 ربیع الاوّل 1428 ہجری 29 اَمان 1386 ہش 29 مارچ 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان 24 مارچ 2007ء (ایم ٹی اے)
سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ۔ کل حضور پُرنور نے مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور 23 مارچ یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے احباب کو نصائح فرمائیں۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں
اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطباع کرو

☆......ارشاد باری تعالیٰ......☆

☆......قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (ال عمران:۳۲)

ترجمہ: (اے پاک رسولؐ!) تو کہہ دے (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆......اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب:۵۷)

ترجمہ: اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دُعائیں کر رہے ہیں۔ پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دُعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) ان کیلئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

☆......يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (احزاب:۴۶،۴۷)

ترجمہ: اے نبیؐ! ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (اپنے عملی نمونہ کے لحاظ سے دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (انکار کرنے والوں کو خدا کے عذاب سے) ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

☆......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح رکوع:۴)

ترجمہ: محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں۔ جب تو انہیں دیکھے گا انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔

☆...... لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (الاحزاب رکوع:۳)

ترجمہ: تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کیلئے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

☆...... لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبۃ رکوع:۱۶)

ترجمہ: (اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔

☆...... قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ۔ (الاعراف رکوع۱۹)

ترجمہ: تو کہہ دے (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔

☆......احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم......☆

☆......عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْر وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْر وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْر (دارمی)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انبیاء و مرسلین کا قائد ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا، میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا سفارش کرنے والا ہوں اور میں پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی گئی اور کوئی فخر نہیں ہے“۔

☆...... عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (مسلم)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب نبیوں سے بڑھ کر میرے تابعدار ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا“۔

☆......عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِىْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِىْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحِلَّ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِىْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِىُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے، میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کردی گئیں۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں مجھے شفاعت کا حق ملا ہے اور پہلے نبی کسی خاص ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں“۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو دنیا کے سامنے رکھیں

آج دنیا میں اگر کوئی ایسا شخص ہے جس کو ہم تمام دنیا کے انسانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دے سکتے ہیں تو وہ صرف اور صرف ہمارے نبی سرورِ کائنات فخر موجودات سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ دنیا کے ہر طبقہ، ہر خطہ کے انسانوں کیلئے حسین نمونہ ہیں چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، عربی ہوں یا عجمی، مشرقی ہوں یا مغربی، سمندروں کے جزائر میں رہنے والے ہوں یا صحراؤں کے باشندے ہوں، جنگلوں کے باسی ہوں یا بڑے بڑے شہروں میں شاہانہ محلّات میں رہنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ ہونے کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو قرآن مجید کی شکل میں عظیم الشان اور عالمگیر تعلیمات ملی ہیں جو تا قیامت زندہ و تابندہ رہنے والی ہیں دوسرے وہ سب تعلیمات آج کے دَور میں قابل عمل بھی ہیں۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تعلیمات پر اپنی مبارک زندگی میں عمل کر کے بھی دکھایا ہے۔

آپؐ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو اوّل تو ایسی تعلیمات نہیں ملیں جو آج کے دَور کے تقاضوں کے مطابق ہوں اور عالمگیر نوعیت کی حامل ہوں اور جن محدود تعلیمات پر گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی زندگیوں میں عمل کر کے دکھایا ہے وہ تعلیمات بھی گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ کئی مرتبہ تحریف و تبدیل ہو چکی ہیں۔ علاوہ اس کے نہ تو ان کتب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ کامل کتب ہیں اور ان کی تعلیمات قیامت تک کے لئے قابل عمل ہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی شرعی نبی کا یہ دعویٰ تھا کہ ان کی شریعتیں تا قیامت قابل عمل ہوں گی اور ان کی زندگیاں تا قیامت نیک نمونہ کے طور پر ہوں گی۔

یہ شرف اور فخر صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ آج تک آپ کی لائی ہوئی شریعت ڈیڑھ ہزار سال گزر جانے کے باوجود بھی اپنی اصل حالت میں قائم ہے اور علی الاعلان دعویٰ کر رہی ہے کہ اس کی تعلیمات ایسی ہیں کہ جو ہر دَور کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں اور غیر مسلم سکالرز اور مستشرقین کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شریعت قرآن مجید کی شکل میں نازل ہوئی تھی، جس طرح نازل ہوئی تھی عین اسی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ صرف اسی شریعت کا دعویٰ ہے کہ وہ ہر دَور کیلئے قابل عمل ہے اور اسی شریعت کے لانے والے کا دعویٰ ہے کہ اس شریعت کے مطابق اس کی زندگی تمام دنیا کیلئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اب اگر دنیا کے کسی بھی مذہب میں یہ بات ہو تو اس کی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ قرآن مجید سے قبل شریعت کی ہر کتاب بدل گئی اور کوئی بھی حامل شریعت ایسا نہیں جو کہہ سکے کہ اس شریعت کے مطابق اس کی زندگی نیک نمونہ ہے اور آئندہ آنے والے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے پس یہ فخر صرف اور صرف ہمارے بزرگ نبی سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ کو حاصل ہے۔

یہ ستم ظریفی ہے کہ آج کے دَور میں بالخصوص عیسائی پادری بغض و عناد سے اور ان کی پیروی میں اُن کے مفغہ خور دیگر مذاہب کے بعض متعصب مصنفین بغیر تحقیق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے الزامات و اتہامات لگاتے جا رہے ہیں اور 11 ستمبر کے امریکہ حملہ کے بعد تو ایک سازش کے تحت ان حملوں میں نہ صرف شدت آئی ہے بلکہ یہ حملے دو طرفہ ہو گئے ہیں۔ عیسائی ممالک کے سیاستدان مسلم ممالک سے سیاسی بغض و عناد نکال رہے ہیں اور دن رات ان کو کمزور کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو دوسری طرف عیسائیوں کے اعلیٰ ترین مذہبی سربراہ پوپ صاحب بھی تحریری و تقریری طور پر ایسے حملے کرنے سے نہیں چوک رہے۔ اور مسلمان ان حملوں کے جواب میں اپنے ہی ملکوں میں اپنی ہی املاک کو توڑنے پھوڑنے اور اپنے ہی کاروبار کو تباہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہے۔ ایسے توڑ پھوڑ کرنے والوں، اشتعال پھیلانے والوں اور بناوٹی جہاد کرنے والوں کی مثال صرف ایک نادان دوست سے دی جا سکتی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اور اگر دیکھا جائے تو دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کے ان نادان دوستوں سے ایک اور فائدہ حاصل ہو رہا ہے جس کو وہ دن رات اپنی تقریروں میں اور تحریروں میں بیان کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ان دنوں مسلمانوں کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں بچا۔ ظاہری سامانوں سے تو وہ دشمن کے حملوں کا مقابلہ کر ہی نہیں پا رہے بلکہ علمی رنگ میں دلائل کے میدان میں بھی وہ خود کو کمتر و کمزور پا رہے ہیں اسے دیکھ کر بعض معترضین نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا ہے کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی تعلیمات پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ مسلمانوں کو آج یہ صلہ صرف اور صرف اس لئے ملا ہے کہ انہوں نے نہ صرف خدا کی طرف سے آنے والے مامور کو ٹھکرایا ہے بلکہ اس کی پیش کردہ تعلیمات کی ناقدری کرتے ہوئے اس سے استہزاء و توہین سے پیش آئے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنے والے مامور نے انہیں سمجھایا تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا سچا امام مہدی و مسیح موعود ہوں اور میرے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ جب وہ سچا امام مہدی و مسیح موعود آ جائے گا تب جہاد کے نام پر تیر و تلوار کی جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا اور جو کوئی اس کے دَور میں جہاد کے نام پر لڑنے کیلئے جائے گا سخت ہزیمت اٹھائے گا۔ البتہ اس کے دَور میں تبلیغ اسلام کا جہاد ہو گا جو قرآن مجید کی تعلیم کو پھیلانے کے نتیجہ میں ہو گا۔ اور نفسوں کو پاک کرنے کا جہاد زور و شور سے جاری ہو گا۔

چنانچہ آج یہ دونوں جہاد یعنی تبلیغ قرآن کا جہاد اور نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری و ساری ہے اور اب جبکہ مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کی پاک تعلیمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ناپاک اعتراضات کئے جا رہے ہیں تو ہمیں ہمارے پیارے موود امام ہمام سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سمجھایا ہے کہ تمام دُنیا کے احمدی تبلیغ اسلام کے جہاد میں تیزی لائیں اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم دنیا میں ایک طرف قرآن مجید کی روشنی میں ان ناپاک اعتراضات کے جواب دیں تو دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حسین پہلوؤں کو دنیا کے سامنے رکھیں اور دنیا کے سامنے یہ واضح کریں کہ جو تعلیمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں اور جن پر آپ نے اپنی حیات طیبہ میں عمل کر کے دکھایا ہے اس کا عشر عشیر بھی دیگر انبیاء کی تعلیمات میں نہیں ملتا اور نہ ہی ان کو یہ توفیق ملی ہے کہ جو بھی ادھوری تعلیمات انہوں نے پیش کی ہیں ان پر عمل کر کے دکھا سکیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر غیروں کے بیہودہ اتہامات و الزامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

”آج بھی آپ کی ذات پر گھٹیا الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ہنسی ٹھٹھے اور استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایسے لوگ جو آج بھی یہ کام کر رہے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ وسلم کی غیرت رکھتا ہے بعض لوگ جو اپنے میڈیا کے ذریعہ سے تاریخ کو یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، حق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ اور سچ کا نور نہ کبھی پہلے ماند پڑ اتھا یا چھپ سکا تھا نہ آج تم لوگوں کے ان حربوں سے یہ ماند پڑے گا یا چھپے گا۔ یہ نُور انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر غالب آنا ہے اور اس سچائی کے نور نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں لا کر ڈالنا ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: آج کل بھی بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے بارے میں بعض کتابیں لکھی ہیں اور وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں اسلام کے بارے میں، اسلام کی تعلیم کے بارے میں یا آپ کی ذات کے بارے میں بعض مضامین انٹرنیٹ یا اخبارات میں بھی آتے ہیں، کتب بھی لکھی گئی ہیں۔

فرمایا: ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے آپ صلی اللہ سے عشق کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی سیرت کے ہر پہلو کو دیکھا جائے اور بیان کیا جائے، اظہار کیا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی خلاف بات سنی جلوس نکالا، ایک دفعہ جلسہ کیا، ایک دفعہ غصے کا اظہار کیا اور بیٹھ گئے بلکہ مستقبل ایسے الزامات جو آپ کی پاک ذات پر لگائے جاتے ہیں ان کا رد کرنے کیلئے آپ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے جائیں۔ ان اعتراضات کو سامنے رکھ کر آپ کی سیرت کے روشن پہلو دکھائے جا سکتے ہیں۔ کوئی بھی اعتراض ایسا نہیں جس کا جواب موجود نہ ہو۔ جن جن ملکوں میں ایسا بیہودہ لٹریچر شائع ہوا ہے یا اخباروں میں چھپا ہے وہاں کی جماعت کا کام ہے کہ اس کو لکھیں اور اگر اس اعتراض کے جواب میں براہ راست کسی بات کا جواب دینے کی ضرورت ہے تو پھر وہ جواب اگر لکھنا ہے تو پہلے مرکز کو دکھائیں نہیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہے سیرت کا بیان تو ہر وقت جاری رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 فروری 2005 بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 فروری 2005)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کے ارشاد کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو پھیلانے اور آپ کی سیرت کے تمام پہلوؤں سے اپنی زندگیوں میں روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(منیر احمد خادم)

محمد جو ہمارا پیشوا ہے

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا نعتیہ منظوم کلام

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مرا دل اُس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی
تیرے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے

دلِ آفت زدہ کا دیکھ کر حال
میرا زخمِ جگر بھی ہنس رہا ہے

بھنور میں پھنس رہی ہے کشتیٔ دیں
تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے

خدایا اک نظر اس تفتۂ دل پر
کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے

غمِ اسلام میں مَیں جاں بلب ہوں
کلیجہ میرا مُنہ کو آ رہا ہے

حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے
کلام پاک ہی آبِ بقا ہے

ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو
تمہارے سر پہ سورج آ گیا ہے

مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمد
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
میرا معشوق محبوبِ خدا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

محمدؐ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جاں و دل جس پر فدا ہے

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان کا ایمان افروز تذکرہ

آپ ؐ کے عاشقِ صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

☆ ''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پاسکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدّی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دعائیں اور دُرود اور وظائف یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا۔ گویا اپنی الگ شریعت بنالی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ کے فرمان کی پیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازہ کو کھولنے کی کوئی اور کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں اور اَور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 79)

☆ ''مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔''

''دیکھو! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں کیا ہی بزرگ قدر وہ رسول ہے جس سے ہم ہمیشہ تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے۔ تب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خدا کا مزا ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں۔ باقی سب مُردہ پستیاں ہیں۔

کہاں ہیں مُردہ پرست؟ کیا وہ بول سکتے ہیں؟

کہاں ہیں مخلوق پرست؟ کیا وہ ہمارے سامنے ٹھہر سکتے ہیں؟

کہاں ہیں وہ لوگ جو شرارت سے کہتے تھے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا۔ دیکھو! میں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آگیا ہے کہ اسلام کی سچائی کا نُور منکروں کے منہ پر طمانچے مارے گا اور انہیں نہیں دکھائی دے گا کہ کہاں چھپیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 2)

☆ ''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں اس درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔''

(سراجِ منیر صفحہ 82)

☆ ''خداوند کریم نے اس رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علومِ لدُنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق و معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کردیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مُکالمات اور مخاطبات بہ یُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم ہیں۔''

جمالِ ہمنشیں در مَن اثر کرد ...... ☆ ...... وگرنہ مَن ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 540 حاشیہ)

☆ ''ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرُّسُل کے حاصل ہوسکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 138)

☆ ''وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں میں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 16)

☆☆☆☆☆☆☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

پاکیزہ نعتیہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا ۔۔۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ۔۔۔ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ۔۔۔ اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدُّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے ۔۔۔ میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے ۔۔۔ دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی ۔۔۔ دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ۔۔۔ وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ۔۔۔ جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے

آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے ۔۔۔ ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے ۔۔۔ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ۔۔۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا ۔۔۔ وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سَو سَو دلوں پہ پھندے ۔۔۔ پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ ۔۔۔ باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں ۔۔۔ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

خطبہ جمعہ

مومن دین اور دنیا کے انعامات کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس کی رحیمیت کا واسطہ دیتے ہوئے اس کے آگے جھکتا ہے۔

فیض رحیمیت اس شخص پر نازل ہوتا ہے جو فیوض مترقبہ کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

صحابہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو قربانیاں کیں اور جس مقام کو پایا ان کی اولادوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جو مقام ان کے بزرگوں نے حاصل کیا اس کو اگلی نسلوں میں بھی قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

(قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پرمعارف تحریرات وارشادات کے حوالہ سے صفت رحیمیت کا روح پرور بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 رفروری 2007ء بمطابق 16 رتبلیغ 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر اپنی رحیمیت کے جلوے دکھانے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی بخشش طلب کرنے والوں کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولتے ہوئے ان کی بخشش کے سامان قائم فرماتا ہے، انہیں نیکیوں کی توفیق دیتا ہے۔ کبھی اپنے بندے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمہارا میرے سے، میری رحمت کی طلب بھی، میری مہربانی سے ہے۔ اگر میرا فضل نہ ہوتا تو میری رحمت کی طلب کا تمہیں خیال نہ آتا۔ میری صفت رحمانیت کا تمہارے دل میں احساس بڑھنے سے تم میری طرف جھکے ہو اور کیونکہ یہ ایمان والوں کا شیوہ ہے کہ انہیں یہ احساس کرتے ہوئے جھکنا چاہئے کہ کتنے انعامات اور احسانات سے اللہ تعالیٰ ہمیں نواز رہا ہے۔ اس احساس کے زیر اثر تم جھکے ہو اور میری رحیمیت سے حصہ پایا ہے۔

پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ میرے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے مجھے پکارتے رہو، کیونکہ یہی چیز ہے جو تمہیں نیکیاں کرنے کی طرف مائل رکھے گی۔ کبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت کو حاصل کرنے کے لئے میرے راستے میں جہاد کرنا اور میری خاطر ہجرت کرنا ضروری ہے۔ جس سے میری رحمت کے دروازے تم پر وا ہوں گے، کُھلیں گے۔ کبھی فرماتا ہے کہ نماز پڑھنے والے، صدقہ دینے والے میری رحیمیت کے نظارے اس دنیا میں بھی دیکھیں گے اور اگلے جہان میں بھی۔

پھر مومنوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو صالح اعمال تم بجالاتے ہو اس کے نیک نتائج تم اس جہان میں بھی دیکھو گے اور آئندہ کی زندگی میں بھی۔ غرض بے شمار ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے ایک مومن حصہ پاتا ہے۔ اور ایک مومن کی نشانی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہی ہے جو مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہے۔ ایک مومن ہی کی یہ شان ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے تو اس سے روحانی اور مادی انعاموں اور اس کی رضا کا طلب گار ہوتا ہے اور پھر وہ اس کو ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخمریزی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر یک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے، رحمت الٰہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الٰہی سنتوں میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے۔

(منن الرحمن۔ حاشیہ متعلق۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 148)

پس یہ امتیاز ہے ایک مومن اور غیر مومن میں کہ مومن دین اور دنیا کے انعامات کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس کی رحیمیت کا واسطہ دیتے ہوئے اس کے آگے جھکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ قوانین الٰہی کے مطابق انعاموں کو حاصل کرنے کے لئے اور رحیمیت سے حصہ پانے کے لئے دعا کے ساتھ اُن اسباب اور قویٰ کو بھی کام میں لانا ہوگا جو کسی کام کے لئے ضروری ہیں۔ پھر نماز، روزہ، زکوٰۃ صدقہ وغیرہ ہیں۔ یہ اُس وقت اللہ کے حضور قبولیت کا درجہ رکھنے والے اور اس کی رحیمیت کے معجزات دکھانے والے ہوں گے جب دوسرے اعمال صالحہ کی بجا آوری کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ اور یہی ایک مومن کا خاصہ ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے صدقہ اس کے انعاموں کا طلبگار رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"فیض رحیمیت اُسی شخص پر نازل ہوتا ہے جو فیوض مترقبہ کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے"۔ ایسے فیض اٹھانے کی کوشش کرتا ہے جن کی اس کو خواہش اور انتظار ہو۔ "اسی لئے یہ ان لوگوں سے خاص ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ربّ کریم کی اطاعت کی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (الاحزاب: 44) میں تصریح کی گئی ہے"۔ یعنی وہ مومنوں کے حق میں بار بار رحم کرنے والا ہے"۔

(اعجاز المسیح۔ اردو ترجمہ از مرتب۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الاحزاب زیر آیت 44)

پس ایک تو یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اطاعت شرط ہے، اور اطاعت اس وقت حقیقی اطاعت ہو گی جب یہ مومن ہر قسم کے اعمال صالحہ بجالانے والا ہوگا اور پھر ایمان میں مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بھی اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایک دفعہ جب تمہیں اللہ نے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادی تو پھر اس ایمان کی حفاظت بھی تم نے کرنی ہے۔ اپنی عبادتوں کو بھی زندہ کرو، تمام حقوق اللہ بجالاؤ اور دوسرے نیک اعمال بجالاتے ہوئے حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رکھو اور یہ ہر دو قسم کے اعمال تم اس وقت بجالانے والے ہو سکتے ہو جب اللہ تعالیٰ کا خوف تمہارے دل میں ہوگا۔ ایک فکر ہو گی کہ مَیں نے عبادت کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور ہر دو حقوق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد حاصل کرنی ہے۔ کیونکہ اگر اس کی مدد شامل حال نہیں ہوگی تو نیک کاموں اور صالح اعمال کی انجام دہی نہیں ہو سکتی اور جب یہ صورت حال ہوگی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بہت قریب ہوتا ہے، ان پر رحمت سے توجہ فرماتا ہے، ان کو نیکیوں پر قائم رکھتا ہے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَ طَمَعًا۔ إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف: 57) اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔ تو یہ ہے مومن کی نشانی کہ قومی طور پر بھی اور ذاتی طور پر

بھی ایسی کوئی بات نہ کرو جس سے معاشرے میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اگر ایسے حالات دیکھو جو پریشان کن ہوں اور تمہارے اختیارات سے باہر ہوں تو دعاؤں میں لگ جاؤ۔ اور جب ایک مومن اللہ تعالیٰ سے رحم کی امید رکھتے ہوئے اور فتنہ وفساد سے بچتے ہوئے اُس کو پکارے گا بشرطیکہ وہ خود بھی، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ تمام شرائط اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے کی پوری کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر توجہ کرتے ہوئے ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ایسے ذرائع سے اس کی رحمت نازل ہوتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے، ایک انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ محسنین وہ لوگ ہیں جو حقوق العباد ادا کرنے والے ہیں اور حقوق اللہ بھی ادا کرنے والے ہیں اور اس طرف پوری توجہ دینے والے ہیں۔

اس فساد کے زمانے میں جس میں سے آج دنیا گزر رہی ہے اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر یہ کس قدر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان اور انعام کا کبھی بھی بدلہ نہیں اتارا جا سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے، احسانوں پر احسان کرتا چلا جاتا ہے کہ فساد نہ کرنے والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کو محسنین میں شمار فرما رہا ہے اور ان کی دعائیں سننے کی تسلی فرما رہا ہے۔ پس یہ جو اتنا بڑا اعزاز ہمیں مل رہا ہے، یہ کوئی عام محسنین والا اعزاز نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور اسی طرح اس کی بجا آوری کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں یا کم از کم خدا تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی حالت میں بھی تمہاری یہ حالت ہونی چاہئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ احساس ہو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پس جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی رحمت کے دروازے ایک مومن پر کھلیں گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے راستے میں جہاد کرنے والے، میری خاطر قربانیاں کرنے والے اور میری خاطر ہجرت کرنے والے، یہ بھی ایسے لوگ ہیں جو میرے قریبیوں میں سے ہیں جو میری رحمت سے وافر حصہ پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُوْلٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرۃ:219) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ایمان کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کی شرط رکھی ہے اور یہ چیز پھر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلاتی ہے۔ یہاں ہجرت سے مراد صرف ایک جگہ کو چھوڑنا ہی نہیں ہے کہ ہمیں اس لئے اسے چھوڑنا پڑا کیونکہ ان نیکیوں کو بجا لانے میں کسی خاص جگہ پر، یا کسی شہر میں یا ملکوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نفس کی خواہشوں کو چھوڑنے والے لوگ بھی اس زمرہ میں شامل ہیں جو اپنے نفس کو قربان کرنے والے ہیں، اپنی برائیوں کو ختم کر کے نیکیوں پر قائم ہونے والے ہیں۔

پس ان مغربی ممالک میں آنے والے افراد کو بھی اس طرف توجہ رکھنی چاہئے کہ اگر حالات کی وجہ سے اپنے ملکوں کو چھوڑنا پڑا ہے تو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ باہر آ کر ہمارے حالات اچھے ہو گئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ اپنے نفس کی بدیوں کو باہر نکال کر ان میں نیکیوں کو داخل کرنے کی ضرورت ہے۔ تب یہ ہجرت مکمل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو موقع دیا ہے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے اُس جہاد میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس پاک دین کا پیغام پہنچا کر ہم نے کرنا ہے۔ اس جہاد کے لئے مالی قربانیوں کی ضرورت ہے اور یہ مالی قربانیوں کا جہاد ہر احمدی کا جہاں بھی دنیا میں ہے ہمیشہ طرّہ امتیاز رہا ہے۔ یہاں آ کر کشائش پیدا ہو جانے کے بعد اس طرف سے بے پرواہ نہیں ہو جانا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی کو جو جسمانی ہجرت کا موقع عطا فرمایا ہے اسے اس ہجرت کی وجہ سے اپنے نفس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے تا کہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے والے بن سکیں اور فی زمانہ جماعت کو جب ضرورت پڑتی ہے اور وقت اور مال کی قربانی کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں یہ ان مومنین کی قربانیاں ہی تھیں جنہوں نے قرون اولیٰ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمیٹنے کے لئے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوشش کی، ملک بدر ہوئے، مالی نقصانات برداشت کرنے پڑے، جہاد کرنا پڑا، سب کچھ ہوا۔ اور پھر ان قربانیوں کو ایسے پھل لگے کہ آج ہم دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے نفس کی بھی اصلاح کی، اپنی برائیوں کو ترک کیا، نیکیوں کو اختیار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پہنچانے کے لئے اعلیٰ قربانیاں دیں۔

پس ہم میں سے آج بھی وہی لوگ خوش قسمت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے والے ہیں جو اس اصول کو سمجھے ہوئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جیسا کہ فرماتا ہے، وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اگر ہم اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے اس کے آگے جھکنے والے اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے قربانی اور کوشش کرنے والے ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پانے والے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسی کوشش کو کبھی ضائع نہیں کرتا جو نیک نیتی سے اس کی خشیت دل میں رکھتے ہوئے اس کی خاطر کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’عادت الٰہیہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ اس کی کوششوں کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ اُن تمام کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی رحیمیت سے ہمیشہ حصہ دیتا چلا جائے۔ اور ہر احمدی کو ایسی توفیق دیتا رہے کہ وہ ایسی ثمر آور کوشش کرنے والا ہو، جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے کا باعث بنتی رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ’’تیسری قسم فیضان کی فیضان خاص ہے۔ اس میں اور فیضان عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے‘‘۔ جو اللہ تعالیٰ کے فیض ہیں، اس میں دو قسم کے فیض ہیں، ایک خاص اور ایک عام۔ عام تو رحمانیت کی صورت میں ہے اور خاص رحیمیت کی صورت میں ہے۔ فرمایا کہ رحمانیت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ضرور نیکیوں کو اختیار کرنا ہے اور اپنی حالت کو بدلنا ہے۔ فرمایا ’’فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حُجب ظلمانیہ سے باہر نکالے‘‘۔ یعنی نفس کو جو اندھیرے میں چھپا ہوا ہے اس سے باہر نکالے۔ ’’یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں .... خدائے تعالیٰ آپ ہی ہر یک ذی روح کو اس کی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے۔ لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دُعا اور تضرّع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اپنے دلوں کو صاف کرنا پڑتا ہے، دعاؤں کی طرف توجہ دینی پڑتی ہے اور صرف سطحی قسم کی دعائیں نہیں، انتہائی تضرع اور عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے اس کے سامنے جھکنا ہے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اور پھر اس کے علاوہ جو بھی مجاہدہ کسی بھی کام کرنے کے لئے ضروری ہے اس کو اختیار کرنا ہوگا۔

فرمایا: ’’اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے‘‘۔ جو ڈھونڈے گا اس کو اللہ تعالیٰ کا فیضان ملے گا۔ ’’اور اُسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے۔ اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظۂ قانون قدرت سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنے والے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے‘‘۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے والے ہوں اور ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے غافل بیٹھے ہوں وہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ ’’بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر یک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس فیضان کے رُو سے خدائے تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے موخر ہے‘‘۔ یعنی بعد میں آیا ہے ’’کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اوّل صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے۔ پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی۔ پس اسی ترتیب کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفت رحیمیت کو، صفت رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات پر قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (الاحزاب:44)‘‘ پہلے مَیں مثال دے آیا ہوں۔ ’’یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔

اس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا۔ لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَانًا بلکہ جو

مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہ اس کو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف:57) یعنی رحیمیت الٰہی انہی لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُوْلٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرة:219) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی، وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے۔ یعنی اس کا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں کوئی ایسا نہیں جس نے اس کو طلب کیا اور نہ پایا۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 450-452 حاشیہ نمبر 11)

یہاں سورۃ بقرہ کی جو یہ آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ...... اس ضمن میں یاد آیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی ایک حدیث کا واقعہ لکھا ہے لیکن مجھے اس سے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو بھی جماعت میں بہت مقام تھا اور جو صحابہ کی اولاد ہیں، جب بھی کبھی کوئی تعارف کرانے لگے تو ضرور کراتے ہیں کہ میرے نانا یا دادا صحابی تھے۔ تو یہ جو اُن کا صحابی ہونا تھا یہ اُن اولادوں کو یہ احساس دلانے والا ہونا چاہئے کہ جس طرح اُنہوں نے اپنے نفس کو بھی کچلا، ہجرت کا حق بھی ادا کیا، اپنے گھر بار کو بھی چھوڑا، قربانیاں بھی کیں۔ اُس مقام کو ہم نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔

جس واقعہ کا مَیں ذکر کر رہا ہوں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حج پر گئے۔ تو وہاں کچھ نوجوان جو بعد میں مسلمان ہوئے تھے، قریب بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے ان نوجوانوں کو فرمایا ذرا پیچھے ہٹ جاؤ کہ یہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ خیر وہ پیچھے ہٹ گئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک اور صحابی تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے ان نوجوانوں کو پھر پیچھے ہٹا دیا، ہوتے ہوتے وہ دُور جوتیوں کے پاس چلے گئے۔ اور جب وہاں پہنچے تو وہ سارے اچھے خاندانوں کے تھے، ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ ہمارے ساتھ یہ ذلت کا سلوک ہوا ہے، اور باہر نکل گئے۔ باہر جا کر باتیں کرنے لگے کہ یہ تو ہمارے ساتھ آج بہت برا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک زیادہ بہتر ایمان لانے والوں میں سے تھا۔ اس نے کہا کہ جو بھی ہوا یہ ہمارے باپ دادا کا قصور ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں مانا اور آج ان کی وجہ سے ہمیں ذلت اٹھانی پڑی۔ بہر حال صحابہ رسول ﷺ کا ایک مقام ہے۔ تو خیر انہوں نے کہا اس کا کیا علاج کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ سے ہی پوچھتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم سے یہ سلوک ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مَیں مجبور تھا۔ مَیں تمہارے خاندانی حالات اور وجاہت سب کچھ جانتا ہوں لیکن صحابہ رسول ﷺ جنہوں نے اتنی قربانیاں دی ہوئی ہیں، ہجرت بھی کی، جہاد میں شامل ہوئے ان کے مقابلے میں تمہاری حیثیت نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں سمجھ آ گئی کہ یہی بات ہے لیکن اس کا اب علاج کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو ان سارے حالات کا پتہ تھا کہ بڑے اچھے خاندان کے یہ لوگ ہیں، ان کے باپ دادا نے بعض حالات میں مسلمانوں کی مدد بھی کی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ بھی بڑے جذباتی ہو گئے۔ آپؓ سے بولا نہیں گیا۔ آپ نے شام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ادھر جاؤ۔ وہاں اُس زمانے میں جنگ ہو رہی تھی تو بہر حال وہ سات نوجوان تھے چلے گئے اور اس جنگ میں شامل ہوئے۔ ملک سے ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا اور شہادت حاصل کی۔ تو وہ مقام پایا جس کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر فرمایا ہے۔

پس جو صحابہ کی اولادیں ہیں مَیں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے قربانیاں دیں تو انہوں نے مقام پایا۔ اب ہم میں صحابہ میں سے تو کوئی نہیں ہے صرف اتنا کہہ دینا کہ ہم صحابی کی نسل میں سے ہیں، کافی نہیں ہوگا۔ اگر اس زمانے میں بعد میں آنے والے اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے جہاد بھی کریں گے اور ہجرت بھی کریں گے تو وہ آپ لوگوں سے کہیں آگے نہ بڑھ جائیں۔ اس لئے اس طرف توجہ رکھیں اور آپ کے بڑوں نے جو قربانیاں کیں اور جس مقام کو پایا اس کو اگلی نسلوں میں بھی قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دل میں اس کی سچی طلب اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی ہمیشہ نہ صرف خواہش پیدا ہوتی رہے بلکہ عمل کرنے کی بھی توفیق ملے۔ اپنے نفسوں کے خلاف جہاد کرنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے قربانیاں کرنے والے بھی ہوں تا کہ اس کی رحیمیت سے ہمیشہ فیض اٹھاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

ہفت روزہ بدر میں اپنے مضامین۔ اعلانات۔ رپورٹیں، اشتہارات اور ایڈیٹر کی ڈاک کے سلسلہ میں اس ای میل پر رابطہ کریں badrqadian@rediffmail.com.

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
الصلوٰۃ ھی الدعاء
(نماز ہی دعا ہے)
منجانب
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph.040-27172202, 0924618281, 098491-28919

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (india)
الیس اللہ بکاف عبدہٗ

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اُسد | شہروز | مسرور
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072
BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA-700046
BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072
PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۶ء

سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (بحیثیت محسنِ انسانیت)

(محمد انعام غوری ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۷۳)

سامعین کرام! لفظ انسان، دو اُنسوں، دو محبتوں کے مجموعہ کا نام ہے ایک خالق سے محبت دوسری مخلوق سے محبت اور ہمدردی۔ خالقِ حقیقی نے یہ دونوں محبتیں انسان کی فطرت میں ودیعت فرمادی ہیں۔ جس کی چمک ہر انسان کی ذاتی استعدادوں اور صلاحیتوں اور اُن کے صحیح استعمال کے مطابق ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ یہی انسانیت کا جوہر اور خلاصہ ہے۔ اگر انسان کے اندر محبت الٰہی اور ہمدردیٔ خلائق کا جذبہ نہیں تو پھر وہ انسانیت سے گر کر بہائم بلکہ اُن سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

بنی نوع انسان کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ابتداء ہی سے خالقِ حقیقی نے بنی آدم کو سچی انسانیت کا سبق سکھانے کے لئے انبیاء اور رسولوں کو بھیجنے کا سلسلہ جاری فرمایا اور ہر نسل اور ہر قوم کی صلاحیتوں اور اُن کی ضرورتوں کے مطابق شریعت نازل فرمائی۔ اس طرح نوعِ انسان کی استعدادوں اور صلاحیتوں کی نشو و نما کے ساتھ ساتھ انبیاء کا مشن بھی ترقی کرتا گیا اور شریعتوں کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا گیا۔ حتّٰی کہ نوعِ انسان اُس دَور میں داخل ہوگئی جو گویا انسانی ترقی کا معراج تھی اور ایسی شریعت اور ایسے دستورِ حیات کے نزول کا وقت آگیا تھا جو شجر انسانیت کی ہر شاخ کو سیراب اور ثمر دار کرنے کی اہل ہو۔ اُس کامل شریعت کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے کتابِ مکنون کو کتابِ مبین کی صورت میں پیش کرنے کے لئے ایک انسان کامل کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ انسان کامل آج سے چودہ سو برس قبل عرب کی سرزمین میں مبعوث ہوا۔ جس نے اُس کامل و اکمل شریعت کے بوجھ کو اُٹھایا اور اس کے ایک ایک حکم پر عمل کر کے نوعِ انسان کو انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر فائز فرمادیا۔

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۷۳ جو مَیں نے تلاوت کی تھی، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اُس کا بامحاورہ ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’ہم نے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور موردِ ابتلاء ہو کر پھر پوری اطاعت کرنا ہے، آسمان کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ جو بظاہر قوی ہیکل چیزیں تھیں۔ سوان سب چیزوں نے اِس امانت کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور اُس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں۔ مگر انسان نے اُس کو اُٹھالیا۔ کیونکہ انسان میں یہ دو خوبیاں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا دوسری یہ خوبی کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اِس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو بکلّی فراموش کر دے۔‘‘

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۵-۷۶)

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک اَور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اِسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

سامعین کرام! جس زمانہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، وہ ایسا تاریک زمانہ تھا کہ انسانیت کا نام و نشان نظر نہ آتا تھا۔ اگر کہیں تھی بھی تو پوشیدہ اور خوابیدہ۔ ہر طرف حیوانیت تھی اور جنگل کا قانون تھا۔ جو جتنا بڑا بدمعاش تھا اتنا ہی بڑا معزز سمجھا جاتا تھا۔ کھانے پینے میں حرام و حلال کی کوئی تمیز نہ تھی۔ شادی بیاہ کی کچھ وقعت نہ تھی۔ زناکاری عام تھی۔ راگ ورنگ کے متوالے، شراب و شباب کے رسیا تھے۔ فتنہ و فساد، قتل و غارتگری اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بیٹی ہوتی تو باعثِ شرم تھی، بیوی تھی تو پاؤں کی جوتی کے مثل تھی۔ ماں کی بھی کچھ قدر و منزلت نہ تھی حتّٰی کہ باپ کے مرنے پر سوتیلی مائیں ترکہ کی طرح بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔

غرضیکہ کوئی بُرائی نہ تھی جو اُن میں پائی نہ جاتی ہو اور اگر کہیں کوئی خوبی نظر آتی تھی تو وہ بھی محض نام و نمود اور بے جا غیرت اور فخر کے اظہار کے طور پر نہ کہ اخلاق کے اظہار کے طریق پر۔ جب جسمانی، ذہنی اور اخلاقی حالت کا یہ نقشہ ہو تو روحانیت کا وہاں کیا ذکر ہو سکتا ہے۔ خدا کے نام پر ہر روز ایک نئے بُت کی پرستش کی جاتی تھی چنانچہ خانۂ کعبہ میں ۳۶۰ بُت سجائے گئے تھے۔

ہر طرف پھیلی اس تاریکی اور جہالت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بے چین ہو جاتا تھا اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے سوا اور کوئی حل نظر نہ آتا۔ چنانچہ مکّہ سے کچھ فاصلے پر واقع غارِ حراء میں جا کر کئی کئی دن شبانہ روز گریہ و زاری اور آہ و فغاں میں گزارا کرتے۔ آخر اُس محسنِ انسانیت کی دُعائیں قبولیت کا شرف پا گئیں اور خدا کی رحمت جوش میں آئی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام مُردہ انسانوں کو زندگی بخشنے والا آبِ حیات لے کر اُترنے لگے۔ سب سے پہلی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ پانچ فقروں پر مشتمل تھی۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ الٰہی کلام نازل ہوا تو آپؐ کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ مَیں اتنی بڑی ذمہ داری کیسے ادا کر سکوں گا؟ اسی فکر اور خوف کی حالت میں جب گھر آئے تو آپ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ نے جو پندرہ سال سے آپ کی محرم راز تھیں، آپؐ کے اوصاف کریمانہ اور اخلاق فاضلہ سے بخوبی واقف تھیں، نہایت وثوق کے ساتھ ان الفاظ میں آپ کو تسلی دلائی کَلَّا وَاللّٰهِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰهُ اَبَدًا۔ ... خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی ناکام نہیں رکھے گا اور بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا۔ آپ تو وہ ہیں کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ بیکس و بے سہارا لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق جو ملک سے مٹ چکے ہیں۔ وہ آپ کے ذریعے دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

سامعین کرام! بعثت کے پہلے دن دی گئی حضرت خدیجہؓ کی اِس گواہی کو مستحضر رکھیں اور پھر تیئس سال کے مختصر عرصہ میں رونما ہونے والے اُس عظیم الشان انقلاب پر نظر کریں جس نے تاریک رات کو ایک ایسے روزِ روشن میں تبدیل کر دیا جس میں وحشی، انسان بن گئے۔ انسان سے بااخلاق انسان بن گئے اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان پھر باخدا انسان ہی نہیں بلکہ خدا نما انسان بن گئے۔ کہاں وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کے اُن جاہلوں سے حیوانیت بھی شرماتی تھی اور کہاں وہ مبارک دَور آگیا کہ وہ فخر انسانیت کہلائے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس انقلاب کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

کہ اے محسن انسانیت! آپ نے اُس قوم کو حقیر گوبر کی حالت میں پایا اور اپنی قوت قدسیہ کے ذریعے انہیں سونے کی ڈلی کی صورت میں تبدیل کر دیا۔

اسی طرح اپنے اُردو اشعار میں اِس انقلابی معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا کیا یہ مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی، وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

برنارڈ شا نے اِس سچائی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

’’از منہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے۔........ مَیں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور مَیں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔‘‘

(The Genuine Islam, Vol. 1, No. 8 (1936) by George Bernard Shaw)

سامعین کرام! سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوعِ انسان پر احسانات کا سلسلہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک بچہ خواہ وہ کسی گھرانے میں پیدا ہو، کسی ماحول میں پیدا ہو، وہ پیدائشی لحاظ سے ایسی پاک فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے جس میں اپنے خالق کی محبت اور اُس کی پیدا کردہ مخلوق سے ہمدردی کا بیج موجود ہوتا ہے۔ یہ حقیقت قرآن کریم نے بتلائی ہے جیسا کہ فرمایا:

’’فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔ (روم: ۳۱)

اللہ کی پیدا کردہ فطرت کو اختیار کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

اس آیت کریمہ کی مزید تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حدیث سے ہوتی ہے آپؐ فرماتے ہیں:

مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ۔ (بخاری)

کہ ہر نومولود فطرت صحیحہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔

دراصل اِسی فطرت صحیحہ کا دوسرا نام اسلام ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اُمّت کو بھی قرآن کریم نے مسلم قرار دیا ہے۔

بہر حال یہ وہ عالمگیر احسان ہے بنی نوع انسان پر جس نے انسانیت کے چہرہ سے ہر اُس داغ کو مٹا دیا جو اُس کی ذات کو مجروح کر رہا تھا مثلاً یہ عقیدہ کہ ہر انسان لازمی طور پر پیدائشی گنہگار ہے یا یہ کہ کوئی معصوم نومولود جو اگر بعض جسمانی نقائص لیکر پیدا ہو تو اُس کو یہ کہا جائے کہ گویا سابقہ جنم کے بداعمال کی پاداش میں اُس کو ایسا پیدا کیا گیا ہے، بالکل غلط اور بے حقیقت نظریہ ہے........ اِس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان کُل بنی نوع انسان پر محیط ہے اور آپؐ ہی وہ منفرد نبی ہیں جنہوں نے ربّ المسلمین کو نہیں بلکہ ربّ العٰلمین کو پیش فرمایا اور اُس کے مظہر اتم کی حیثیت سے رحمۃ للعٰلمین بن کر تمام نوع انسان کی طرف مبعوث کئے گئے چنانچہ اللہ کے حکم سے آپؐ نے یہ اعلان فرمایا۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (الاعراف: ۱۵۹)

کہ اے تمام لوگو! جو کسی بھی گوشۂ زمین پر بستے ہو مَیں تم سب کی طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ ہی کے متعلق کُل دنیا کو یہ

خوشخبری سنائی کہ وَمَـا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے سراسر رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

بنی نوع انسان پر دوسرا احسان آپ کا یہ ہے کہ ذات پات، رنگ و نسل، ملک و قوم اور زبانوں کے تمام اختلافات اور امتیازات کو اِس لحاظ سے ختم کر دیا کہ یہ باہمی تفاخر اور بے جا فضیلت کا موجب نہیں ہیں بلکہ محض پہچان کا ذریعہ ہیں۔ چنانچہ دنیا میں پہلی مرتبہ مساواتِ انسانی کا یہ اعلان ہوا جو قرآن کریم کی سورۃ حجرات کی آیت نمبر ۱۴ میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَے لوگو! ہم نے تم سب کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ خدا سے محبت کرنیوالا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی تما[illegible] رہ عرب میں اس درس انسانیت کو اِس شان [illegible] کہ گورے اور کالے اور عرب اور عجم اور [illegible] ادو غلام کا فرق مٹ گیا۔ جہاں آپ کی مجلس میں [illegible]سرت ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے رؤسائے عرب بیٹھا کرتے وہیں حضرت سلمانؓ فارسی اور صہیبؓ رومی وغیرہ جیسے عجمی صحابہ بھی تشریف رکھتے۔ اور بلال حبشیؓ کو بھی بڑے بڑے رؤسائے عرب بھی سیّدنا بلال۔ سیدنا بلال کہہ کر عزت بخشتے۔

پھر اسی امن بخش اور انسانی اقدار کو قائم کرنے والے ابدی پیغام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری سال میں حجۃ الوداع کے موقع پر رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

یَاأَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ۔ اَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰی عَرَبِيٍّ۔ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔

(مسند امام احمد بن حنبلؒ)

اے لوگو! سنو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ پس ہوشیار ہو کر سُن لو! کہ عربوں کو عجمیوں (یعنی غیر عربوں) پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ اسطرح سُرخ و سفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہہ کر اپنی بشریت اور عبدیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ عجز و انکسار کا درس بھی دے دیا۔ حالانکہ آپؐ دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے بادشاہ تھے لیکن نہ کبھی کوئی دربان رکھا نہ کبھی تخت شاہی پر بیٹھے۔ آپؐ تو اپنے صحابہ کے ساتھ اس طرح مل بیٹھتے کہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقْعُدُ وَ یَدْنُوْ مِنَّا حَتّٰی تَمَسَّ رُکْبَتُہٗ رُکْبَتَنَا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہمارے قریب ہو کر بیٹھتے تھے کہ آپ کا گھٹنا ہمارے گھٹنوں سے مَس کرتا رہتا۔ اللہ اللہ کس قدر عاجزی اور انکساری ہے اور کس قدر انسانیت کی عزّت افزائی ہے۔ پھر وہ واقعہ کس قدر دلنشین ہے کہ صحرائے عرب کی چلچلاتی دھوپ میں آپ کا ایک صحابی، ایک حبشی غلام غریب مزدور، غلّے کی منڈی میں کام کر رہا ہے۔ پسینے سے شرابور ہے۔ پیارے آقا و مطاع کا وہاں سے گزر ہوتا ہے۔ اپنے صحابی کو اِس حالت میں دیکھ کر (جبکہ عام انسان اِس حالت میں اُس سے ملنا بھی شاید گوارا نہ کرے) مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق اور مہربان دل میں اُس کے لئے اِس قدر پیار اُمڈ آتا ہے کہ دبے پاؤں پیچھے سے جا کر اُس کی دونوں آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر دریافت فرماتے ہیں کہ پہچانو مَیں کون ہوں۔ وہ صحابی مستی میں آکر پسینے میں شرابور جسم کو آپ کے پاکیزہ جسم سے خوب ملتا ہے اور عرض کرتا ہے یا رسول اللہ! آپ کے سوا اِس حالت میں اَور کون مجھ سے آکر لپٹ سکتا ہے۔ پھر آپؐ اعلان فرماتے ہیں کہ اِس غلام کا کون خریدار ہے۔ وہ صحابی عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! مجھ بدنصیب کا کون خریدار ہوگا؟ آپؐ فرماتے ہیں نہیں نہیں ایسا مت کہو آسمان کا خدا تمہارا خریدار ہے۔ یہ سُن کر اور یہ سلوک دیکھ کر اندازہ کریں۔ اُس کمزور انسان کی انسانیت کا سر فخر سے کس قدر اونچا ہوا ہوگا!!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

پھر ایک احسان آپؐ کا انسانیت پر یہ ہوا کہ انسان کی بنیادی ضروریات کی تعیین قرآن کریم نے فرمائی کہ ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ اُس کو روٹی کپڑا اور سر چھپانے کے لئے جگہ مہیا کی جائے۔ آج کی متمدّن اقوام بھی اِس اقل ترین ضرورت کے پورا کرنے کو حقوق العباد کی ادائیگی کا منتہا خیال کرتی ہیں۔ جبکہ آج سے ہزاروں سال پہلے جب نسل انسانی متمدن زندگی گزارنے کے قابل ہوئی تو سب سے پہلا حکم حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ جو دنیا کو دیا گیا وہ یہی تھا:

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی۔ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی (طٰہٰ: ۱۱۹: ۱۲۰)

یعنی سچی بہشتی زندگی کی یہ علامت ہے کہ اے انسان! تُو اس میں بھوکا نہ رہے اور نہ ہی ضروری لباس سے محروم سردی سے ٹھٹھرتا رہے اور نہ ہی پیاس کی تکلیف اُٹھائے اور نہ ہی بغیر کسی چھپّر کے دھوپ میں پڑا جلتا رہے۔

مگر آج کے اِس ترقی یافتہ دَور میں بھی سُنتے ہیں اور دیکھتے ہیں خود ہمارے ملک میں بے شمار انسان ہیں جو بھوکے پیاسے سڑکوں، فٹ پاتھوں بس اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں وغیرہ پر پڑے رہتے ہیں۔ اور بارہا ایسے دلدوز نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں کہ کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں پر جہاں کتے اور دیگر جانور منہ مار رہے ہوتے ہیں وہیں اُسی ڈھیر سے انسانوں کے بچے بھی اپنی بھوک مٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے! یہ نہیں کہ حکومتیں یا سب کے سب عوام غُربت اور افلاس کا شکار ہیں نہیں۔ بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کا فقدان ہے۔ بے سہارا اور کمزور طبقوں کی ضروریات کو صحیح ڈھنگ سے پورا کرنے کا انتظام نہیں ہے۔ چنانچہ ایک طرف ایسے دلخراش نظارے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اسی ملک میں ایسے امراء بھی ہیں جن کو دولت سنبھالنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

پس ضرورتمند کی ضرورت کا احساس ہونا ضروری ہے اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کا جذبہ ہونا ضروری ہے۔ اسی جذبہ کو پیدا کرنے اور اُبھارنے کے لئے اسلام نے زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کا حکم دیا اور سُود کو حرام قرار دیا ہے۔ تا کہ معاشرہ کا جو کمزور طبقہ ہے مثلاً بعض مستقل بیمار ہوتے ہیں۔ بے روزگار ہیں۔ یا آمدنی بہت کم ہے اور کنبہ بڑا ہے۔ مختلف وجوہات کے تحت کئی لوگ اپنی جائز اور بنیادی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ ایسے غریب اور مستحق لوگوں کی کم از کم ضرورت جو بھوک مٹانے اور ننگ ڈھانکنے اور سر چھپانے سے تعلق رکھتی ہے اس کو پورا کرنے کی ذمہ داری معاشرہ پر اور حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کے ایک علاقہ بحرین کا رئیس مسلمان ہوا تو آپ نے اُس کو یہ ہدایت بھجوائی کہ اَفْرِضْ عَلٰی کُلِّ رَجُلٍ لَیْسَ لَہٗ اَرْضٌ اَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ وَعَبَاءَۃً یعنی جن لوگوں کے پاس زمین نہیں ہے اُن میں سے ہر شخص کو ملکی خزانہ سے چار درہم اور لباس گزارہ کے لئے دیا جائے۔ (زرقانی بحوالہ ابن منده جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۲ ۳ بحوالہ سیرت خاتم النبیینؐ)

لیکن اس کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو ذمہ دار ارکانِ حکومت ہیں وہ ضرورتمندوں کی ضروریات پوری کرنے کی فکر کریں نہ یہ کہ اپنے ہی گھروں کو بھرنے میں لگے رہیں۔ اس لحاظ سے محسن انسانیت سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ بے نظیر و بے مثال ہے۔ مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد آپؐ دینی اعتبار کے علاوہ دنیاوی لحاظ سے بھی سربراہِ مملکت کے منصب پر فائز ہو چکے تھے لیکن آپ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک کے بعد دوسرے مہینہ کا چاند طلوع ہو جاتا مگر ہمارے گھر میں چولہا نہیں جل پاتا تھا۔ آپؐ اور آپ کے اہل و عیال اِس حالت میں زندگی بسر کرتے رہے کہ مل گئی تو روزی نہیں تو روزہ۔ کہیں سے دودھ آگیا اور کچھ کھجوریں تحفہ میں آگئیں تو اُنہیں پر گزارہ کر لیا۔ آخر ایسا کیوں تھا۔ جبکہ آپ کے صحابہ آپ کی خاطر اپنی جان، مال، عزّت آبرو سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔ آخری سالوں میں تو گویا آپؐ پورے جزیرۃ العرب کے بادشاہ بن چکے تھے۔ فتوحات میں اموال غنیمت بھی بے شمار آرہے تھے لیکن اپنے گھر کو آپ نے ہمیشہ خالی رکھا۔ آپؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ نے آپ[illegible] درخواست کی کہ چکّی چلا چلا کر ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اب ہمیں بھی کوئی خادم عنایت فرمایا جائے آپ نے خادم کے بدلے ذکر و اذکار کی تلقین فرمائی۔ ازواج مطہرات کی طرف سے اشارۃً کنایۃً مطالبہ ہوا کہ فراخی کا زمانہ آگیا ہے ہمیں بھی کچھ راحت نصیب فرمائی جائے اور یہ بالکل جائز اور برحق مطالبہ تھا لیکن جواب ملا کہ اگر تم دنیاوی آرام و راحت کی خواہشمند ہو تو آؤ احسان کے ساتھ تمہیں رخصت کر دوں ورنہ میرے ساتھ تو تنگی تُرشی کو ہی لازم حال رکھنا ہوگا۔

تا دمِ زیست اَلْفَقْرُ فَخْرِی کا درس دیتے ہوئے درویشانہ زندگی بسر فرمائی اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دن رات آپ کو دوسروں کی بھوک و پیاس دُور کرنے کی فکر لگی رہتی تھی۔ سائلوں اور ضرورتمندوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ ساٹھ ستّر کے قریب اصحاب [illegible] اصحاب الصفہ کہلاتے تھے، دربار نبوی میں دھونی رما کر بیٹھ رہے تھے۔ جو کوئی صدقہ وغیرہ آتا وہ آپ اُن میں تقسیم کر دیتے اور جو چیزیں بطور ہدیہ آتیں اُن میں سے بھی کچھ آپ استعمال فرماتے باقی ان میں تقسیم کروا دیتے۔ اگر کوئی صحابی بھوک کی شدت کو کم کرنے کے لئے اپنا پیٹ ننگا کر کے بتاتا کہ دیکھیں مَیں نے پتھر باندھا ہوا تھا تو ہمارے آقا اپنا پیٹ ننگا کر کے بتاتے کہ یہاں دیکھو میرا حال تم سے بھی سوا ہے مَیں نے تو دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ پس وہ تو ایسا بادشاہ تھا جو اپنی رعایا کی بھوک مٹانے کی خاطر خود بھوکا رہتا تھا۔ اس طرح اپنے عمل سے دنیا کے بادشاہوں اور دنیا کی حکومتوں اور دنیا کے دولتمندوں کو یہ درس انسانیت دیا کہ غریب انسانوں کی بھوک و پیاس اسی وقت مٹ سکتی ہے جب تمہیں ان کی بھوک و پیاس کی فکر ہوگی اور احساس ہوگا اور درد ہوگا یہ صرف حکومتوں اور دولتمندوں کی ہی ذمہ داری نہیں بلکہ پورے معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ ہر فرد اپنے اپنے دائرہ میں اپنے حالات اور وسائل کے مطابق دوسروں کا خیال رکھے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک صحابی حضرت ابوذر غفاری کو مخاطب کر کے فرمایا جب گھر میں شوربا بنایا جائے تو پانی کچھ زیادہ ڈال دیا کرو تا کہ ہمسایوں کا بھی خیال رکھ سکو۔ بظاہر ایک معمولی اور چھوٹا سا حکم ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہزاروں انسانوں کی بھوک کا مداوا ہو سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

انسانیت پر ایک عظیم احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ شراب کی لعنت سے نجات دلائی۔ انسان اور حیوان میں عقل اور نطق کا فرق ہے اسی لئے انسان کو حیوانِ ناطق اور حیوانِ عاقل کہا جاتا ہے۔ اور

جب اُس کی عقل پر پردہ پڑ جائے تو قوت متفکرہ کے ساتھ ساتھ قوت گویائی بھی جواب دے جاتی ہے اس لئے شرابی لوگ آہستہ آہستہ عقل اور قوت گویائی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور ایک شرابی جب نشہ میں چور ہو جاتا ہے تو اُس کے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ آئے دن ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اچھے بھلے سمجھدار پڑھے لکھے لوگ شراب کے نشے سے مدہوش اور حواس باختہ ہو کر نالیوں میں گرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر کسی طرح گرتے پڑتے گھر پہنچ بھی گئے تو آگے نہ ماں نظر آتی ہے اور نہ بہن کی سمجھ آتی ہے۔ لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ سے محلہ سر پر اُٹھا لیا جاتا ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا بھر میں شراب پینے کا عام رواج تھا۔ یہود، عیسائی، ایرانی، ہندو، چینی، جاپانی، کوئی بھی اس عیب سے پاک نہ تھا وجہ یہ تھی کہ کسی مذہب میں بھی شراب کی ممانعت نہیں تھی اس لئے مذہبی دنیا سے وابستہ ہوں یا لامذہب لوگ ہوں سب ہی اس بیماری کا شکار تھے۔ اور عربوں کی شراب نوشی تو ضرب المثل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب تک قرآن کریم میں شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا مسلمانوں میں بھی شراب نوشی کے دور چلتے تھے لیکن سن ۳ ہجری کے اواخر میں جنگ اُحد کے بعد حُرمتِ شراب کا قطعی حکم نازل ہو گیا۔ چنانچہ سورۃ مائدہ کی آیت ۹۱ کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اے مسلمانو! شراب اور جُوا ناپاک اور نقصان دہ افعال ہیں جن کے ذریعے شیطان تمہارے درمیان دشمنی ڈال دینا چاہتا ہے اور تمہیں خدا کے ذکر اور نماز سے غافل کرتا ہے۔ پس تم ان چیزوں سے مجتنب رہو۔"

اس قطعی حکم کے نازل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں چکر لگا کر اس کی منادی کر دیں۔ روایات میں آتا ہے کہ یہ اعلان سُننا تھا کہ جہاں جہاں بھی شراب کی مجلسیں لگی ہوئی تھیں یک وقت شراب کے مٹکے ٹوٹنے لگے ایک مجلس میں کسی نے مشورہ دیا کہ پہلے تسلی کر لو تو باقی دیگر ساتھیوں نے کہا کہ حُرمتِ شراب کا اعلان کانوں میں پڑ گیا ہے پہلے مٹکے توڑ دیئے جائیں تسلی بعد میں کرتے رہیں گے اگر ایسا کوئی حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں تھا تو شراب دوبارہ بھی بن سکتی ہے۔

سامعین کرام! یہ تھا ردِّ عمل اُن لوگوں کا جن کی گھٹی میں گویا شراب پڑی ہوئی تھی۔ شراب کے نقصانات کے بارہ میں کوئی ریسرچ نہیں ہوئی تھی۔ کوئی سیمینار نہیں ہوئے تھے کوئی قانونی انتباہ اور گرفت کا بھی خوف نہیں دلایا گیا۔ صرف یہ اعلان کروایا گیا کہ اللہ کی طرف سے یہ حکم نازل ہو گیا ہے کہ شراب خوری اور جُوا ناپاک اور نقصان دہ افعال ہیں ان سے الگ رہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس روز مدینہ کی گلیوں کی نالیوں میں پانی کی جگہ شراب بہہ رہی تھی۔ آج چودہ سو سال کے بعد بھی اس قرآنی حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا اثر دیکھ لیں کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں اکثر مسلمان اس بُری عادت سے پاک ہیں اگر چہ بعض کمزور ایمان کمزور عمل والے مسلمان بھی اس میں مبتلا ہیں لیکن دوسری قوموں سے نسبت کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے تو ایک نمایاں فرق نظر آ جائے گا۔

دوسری طرف آج کے ترقی یافتہ دَور میں جبکہ شراب کے کاروبار کو مالی منفعت کا ایک بھاری ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس کے باوجود لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے یورپ و امریکہ کی حکومتوں نے ریسرچ کروا کے یہ اعلان کیا کہ شراب کا پینا انسانی جسم اور روح کے لئے سخت مُضر بلکہ مہلک ہے۔ حتی کہ امریکہ کی پارلیمنٹ نے ایک وقت میں آ کر اپنے ملک کے واسطے یہ قانون بنا دیا کہ شراب کا بنانا، بیچنا پینا قانونی جرم ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جو کئی سال امریکہ میں مبلغ رہے۔ آپ نے اپنے ایک مضمون میں جو ۱۹۲۸ء کے الفضل کے سیرت خاتم النبیین نمبر میں شائع ہوا لکھا تھا کہ جب میں امریکہ میں داخل ہوا تو اس قانون کے اجراء کا وقت آ گیا تھا۔ میں اُن دنوں امریکہ کے ایک شہر کے ایک خاندان میں بطور کرایہ دار مہمان کے قیام پذیر تھا۔ ایک روز صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ مالکہ مکان جو ایک بوڑھی عورت تھی اپنے خاوند کے متعلق واویلا کر رہی تھی کہ اس بڈھے کو دیکھو ہر رات شراب پی کر لڑکھڑاتا ہوا گھر آتا ہے اسے شرم ہے نہ حیا ہے۔ میں نے حیرت کے ساتھ اُس عورت سے پوچھا کہ یہ عجیب بات ہے جو میں آپ سے سُن رہا ہوں۔ میں تو روزانہ اخباروں میں پڑھ رہا ہوں کہ ملک میں ممانعت شراب کا قانون پاس ہو گیا ہے نہ کوئی بنا سکتا ہے نہ کوئی پی سکتا ہے۔ وہ بولی او صاحب! آپ اجنبی ہیں آپ کو کیا معلوم ہے۔ اب پہلے سے بھی زیادہ شراب خرید سکتے ہیں بشرطیکہ آپ جانتے ہوں کہ وہ کہاں سے ملتی ہے بس آپ کے جیب میں روپیہ ہونا چاہئے۔

یہی حال آج دیگر تمام ممالک کا ہے۔ آئے دن شراب کے نقصانات پر مضامین شائع ہوتے اور سیمینار ہوتے رہتے ہیں اور قانونی انتباہ بھی کئے جاتے ہیں۔ مگر قانون میں وہ طاقت کہاں جو مذہب میں ہے۔

قانون سازوں میں وہ قوت قدسیہ نہیں جو مُزکّی نفس حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں تھی۔ جو لوگ دن میں پانچ پانچ مرتبہ شراب پیا کرتے تھے ایک آواز پر شراب کو چھوڑ کر پنجگانہ نمازوں کے عادی ہو گئے اور دینِ اسلام کے متوالے ہو گئے۔ پس ایک ہی ذریعہ ہے اس لعنت سے انسانیت کو بچانے کا کہ اُن کو دیندار اور خدا رسیدہ بنانے کی کوشش کی جائے اور اسلام کے احکامات پر اور حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کیا جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

غلاموں کو آزادی دلانے والا محسنِ اعظم

سامعین کرام! معاشرہ کے کمزور طبقات کو اُوپر اُٹھانے اور اُن میں عزت نفس پیدا کرنے کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم احسان تو وہ ہے جو آپؐ نے عورت کی ذات پر فرمایا۔ ہاں وہ کمزور عورت جو ابتدائے دنیا سے ہی ظلم وستم کا شکار رہی۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اور ترقی یافتہ دَور میں بھی۔ مذہبی دنیا میں بھی اور غیر مذہبی دنیا میں بھی۔ آج کے ترقی یافتہ دَور میں بھی دیکھ لیں عورت کی آزادی اور مَردوں کے ساتھ برابری اور مساوات کے نام پر کس قدر اُس کا استحصال کیا جا رہا ہے۔

اب میں اُس احسان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آپؐ نے انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے کے سلسلہ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کو آزاد پیدا کیا ہے لیکن ہزاروں سال سے یہی طریق چلا آ رہا ہے کہ سماج کا طاقتور طبقہ، کمزور طبقے کو اپنا ایسا غلام بنا لیتا ہے کہ اُس کی زندگی کا مقصد بجز اپنے مالک اور آقا کی خدمت کرنے کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ اُس کی اپنی مرضی کچھ نہ رہتی۔ مالک نے جو کھلا دیا کھا لیا جو پہنا دیا پہن لیا۔ اور دن رات اپنے مالک اور اُس کے خاندان کی خدمت کرتے رہنا بس یہی اس کی زندگی کا مقصد ہوتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُس کے بعد اُس کی اولاد بھی اُسی غلامی کا طوق لئے اُسی ڈگر پر زندگی گزارنے پر مجبور تھی اس طرح کے غلاموں کی اُس دَور میں بہت کثرت ہو جاتی تھی جب دو قبیلوں یا دو قوموں یا دو ملکوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی۔ اُس وقت مفتوح فوج کے واجب القتل لوگوں کو مار دیا جاتا اور باقی مَردوں اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے غلام بنا لیا جاتا۔

پھر جیسے جیسے دنیا میں تمدن اور کاروبار نے ترقی کی اور مزدور پیشہ لوگوں اور خدمت گار نوکروں کی مانگ زیادہ ہونی شروع ہوئی تو ایسا کمزور طبقہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے بیچا جانے لگا اور اس طرح بعض وقتوں میں بعض ممالک میں اُس کے اصل باشندوں سے بھی اُن کے خدمتگاروں اور غلاموں کی تعداد زیادہ ہو جاتی رہی۔ جس دَور میں سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اُس وقت مملکت ہائے روم و یونان اور ایران وغیرہ میں لاکھوں غلام دکھ اور مصیبت کی زندگی کاٹ رہے تھے۔ جن کی حالت جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ اسی طرح ملک عرب میں بھی ہزار ہا غلام پائے جاتے تھے اور جس طرح منڈیوں میں جانور فروخت ہوتے انسان بھی فروخت ہوا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے اس کمزور طبقے کی حالت کو دیکھ کر فطرتی طور پر بہت دکھ محسوس کرتے تھے حالانکہ غلام کی آزادی وغیرہ کے بارہ میں ابھی قرآنی وحی کا نزول بھی شروع نہ ہوا تھا۔ پچیس سال کی عمر میں جب آپ کی شادی مکہ کی ایک رئیس خاتون حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال اور غلام وغیرہ سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تب یہ تسلی کر لینے کے بعد کہ اس مال اور غلاموں پر آپ کو پورا اختیار حاصل ہو گیا، سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ تمام غلام آزاد کر دیئے۔ انہی میں سے ایک نہایت زیرک اور ہونہار نوجوان زید بن حارث تھے جنہوں نے آزاد ہو کر اپنے ماں باپ کے ساتھ واپس جانے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر آپؐ ہی کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی اور پھر ساری زندگی آپؐ کے قدموں میں گزار دی۔

پھر جب قرآن کریم میں غلاموں سے حسن سلوک اور اُن کو آزاد کرنے اور آئندہ سے اس جبری غلامی کے سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مستقل تعلیمات نازل ہوئیں۔ اس کمزور طبقے کی کایا پلٹ گئی۔ جنگوں میں مغلوب دشمن قوم کے جو مرد اور عورتیں قیدی بنائی جاتی تھیں۔ چونکہ اُس زمانہ میں حکومتی سطح پر قید خانے یا جیل وغیرہ کا رواج نہیں تھا اس لئے حسب حالات انفرادی طور پر مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جاتے اور اُن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت اور تاکید تھی کہ "تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں پس جب کسی شخص کے ماتحت کوئی غلام ہو تو اُسے چاہئے کہ اُسے وہی کھانا دے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی لباس دے جو وہ خود پہنتا ہے اور تم اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دیا کرو جو اُن کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر کبھی ایسا کام دو تو پھر اس کام میں خود اُن کی مدد کرو۔" (بخاری کتاب العتق)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ مرد و عورتیں قیدیوں کی طرح نہیں بلکہ گھر کے افراد کی طرح رہنے لگے جو وہ خود کھاتے ان غلاموں اور قیدیوں کو بھی کھلاتے اور جو خود پہنتے ان کو بھی پہناتے۔ اس طرح غلاموں اور اُن کے مالکوں میں کوئی تمیز باقی نہ رہ گئی تھی حتی کہ سفر میں مالک اور غلام باری باری اونٹوں پر سوار ہوتے اور بسا اوقات یہ خوش آئند نظارہ نظر آتا کہ غلام تو اونٹ پر سوار ہے اور مالک اُس کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ پھر غلام مردوں اور غلام عورتوں یعنی لونڈیوں سے آزاد مسلمان مردوں اور آزاد عورتوں کی شادیاں کرانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ (بقرہ: ۲۲۲) چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید سے کر دی تھی۔

غرضیکہ اُس زمانے میں جو بکثرت غلام بنائے جانے کا رواج تھا اُن کی آزادی کی مختلف صورتیں تجویز کی گئیں چنانچہ قرآن کریم نے غلاموں کو آزاد کرنے کو ایسی نیکی قرار دیا جس سے انسان خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ (بقرہ ۱۷۸۔ البلد ۱۴-۱۳)

بعض لغزشوں اور گناہوں کے کفارہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا قاعدہ مقرر کیا گیا مثلاً یہ کہ نادانستہ طور پر کسی سے کوئی قتل ہو جائے تو مقتول کے

وارثوں کو دیت ادا کرنے کے علاوہ غلام آزاد کرے۔ پھر یہ کہ قسم کے ذریعے کوئی عہد کرکے توڑ دے تو اُس کے کفارہ کے طور پر بھی غلام آزاد کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ (نساء ۹۳۔مجادلہ ۵-۴)

پھر آئندہ کے لئے غلاموں کی آزادی کے لئے ایک مستقل انتظام قائم فرمادیا وہ یہ تھا کہ اگر کوئی غلام اور قیدی اپنے حالات کے لحاظ سے آزادی کی اہلیت کو پہنچ چکا ہو (اور اس کا فیصلہ کرنا حکومت یا عدالت کے ہاتھ میں رکھا گیا نہ کہ اُس غلام کے مالک کے ہاتھ میں) تو اُس سے مناسب رقم فراہم ہونے کی شرط کرکے اُسے آزاد کردے۔ اس طریق کو مکاتبت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اے مسلمانو! تمہارے غلاموں میں سے جو غلام تم سے مکاتبت کا عہد کرنا چاہیں تو تمہارا فرض ہے کہ اُن سے مکاتبت کا عہد کرکے اُنہیں آزاد کردو بشرطیکہ وہ آزادی کے اہل بن چکے ہوں۔ (سورہ نور:۳۴)

اسی طرح قرآن کریم نے زکوٰۃ کے اموال کے مصارف میں سے ایک خرچ غلاموں کی آزادی کے لئے فرض کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ (سورہ توبہ:۶۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کو آزاد کرنے کے متعلق بہت تاکید فرمایا کرتے اور فرماتے ہیں جو شخص کسی غلام کو آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس غلام کے ہر عضو کے بدلہ میں اُس کے ہر عضو پر دوزخ کی آگ کو حرام کردے گا۔ (بخاری کتاب الایمان والنذور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے غلام کو عبدی کہہ کر اور کوئی غلام اپنے مالک کو ربّی کہہ کر نہ پکارے۔ کیونکہ ایک انسان دوسرے انسان کا بندہ یا رب نہیں بن سکتا۔ (بخاری کتاب العتق)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

سامعین کرام! اپنے مضمون کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عظیم الشان احسان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو نوع انسان کو اُس کی پیدائش کے مقصد سے ہمکنار کرنے سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (الذّریات:۵۷) کہ مَیں نے جنوں اور انسانوں کو یعنی خواص الناس اور عوام الناس سب کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ چنانچہ اُس انسان کامل نے یعنی ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھیوں نے یہ گواہی دی کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے عاشق ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ رب العزت نے بھی آپ کو عبداللہ کے خطاب سے نوازا اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قوت قدسیہ اور ذاتی توجہ اور تربیت سے لاکھوں کی تعداد میں عبادالرحمٰن بنا دیئے۔ ہاں وہ جو ہر روز ایک نئے بُت کو پوجا کرتے تھے خدائے واحد و یگانہ کے ایسے پرستار ہو گئے کہ اَحد اَحد کہتے ہوئے اپنی جانیں راہِ خدا میں قربان کر دیں۔ حضرت ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے حبشی غلام کے ہاتھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کروا دیا تھا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر اس کا بڑا اثر تھا اور فتح مکّہ کے بعد جب عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہی تھیں تو ہندہ بھی ان عورتوں کے درمیان چھپ کر بیعت میں شامل تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ اقرار کرو کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو ہندہ سے رہا نہ گیا اور وہ بے اختیار بول پڑی کہ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کریں گی جبکہ تئیس سال ہم نے تجربہ کرکے دیکھ لیا کہ ہر میدان میں ہمارے تین سو ساٹھ بُت ہمیں ناکام کرتے رہے اور آپ کا ایک خدا آپؐ کو کامیاب کرتا چلا گیا۔

اس انقلاب عظیم کا ذکر کرتے ہوئے سیدّنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں۔ کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا۔ اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نُور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولا اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا......اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا۔ اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ اُن کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔

پس بلا شبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے۔ اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسان کی بے بارو بر نہ رہی۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴-۵)

سامعین کرام! آج پھر انسانیت کا وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ آزادی اور ترقی کے نام پر انسانی اقدار کو پامال کیا جارہا ہے۔ اور خشکی اور تری میں ہر طرف فساد واقع ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ اور بروز کامل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اُس کو دُور کرکے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں اُن کو ظاہر کردوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگادوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔'' (لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

بھیج درود اُس محسن پر تُو دن میں سَو سَو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

جلسہ سالانہ یوکے 2007

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال 41واں جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 29-28-27 جولائی 2007ء کو لندن میں منعقد ہوگا۔ اس میں شرکت کے خواہشمند احباب و خواتین اپنے کوائف Letter of Identity کے مطابق مکمل کرکے مکرم صدر صاحب/امیر صاحب/امیر صاحب صوبائی کے توسط سے اپنی درخواستیں دفتر ہذا کو 30.5.07 تک بجھوائیں۔ تاانہیں Sponsorship cum letter of Invitations حصول ویزہ کیلئے بھجوایا جاسکے۔

اس سلسلہ میں ضروری ہدایات اُمراء صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو بذریعہ سرکلر بھجوائے جاچکے ہیں۔ اپنی درخواستیں متعلقہ صدر صاحب/امیر صاحب/امیر صاحب صوبائی جماعت احمدیہ کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں اس جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

30واں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2007ء

جملہ اراکین مجلس انصار اللہ و احباب جماعت ہندوستان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30ویں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کے انعقاد کیلئے 21-20-19 اکتوبر 2007 بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ مجالس ابھی سے اس اجتماع کی تیاری شروع کردیں۔ تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

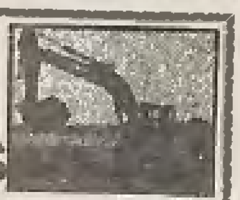
Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

”خداوندوں کا خداوند بادشاہوں کا بادشاہ“

(خورشید پربھاکر، درویش، قادیان)

گذشتہ دنوں ڈنمارک کے ایک کلنجی ایڈیٹر نے اپنے اخبار میں ایک اہانت آمیز کارٹون شائع کیا اور دیگر ممالک کے بعض اخبارات نے اس کلکی نژاد ایڈیٹر کی نقل کی جس سے کروڑہا مسلمانوں کے قلوب زخمی ہوئے ایسا لگتا ہے کہ بعض غیر مسلم لوگوں نے اسلام و بانی اسلام پر رکیک و ناپاک اتہامات لگانا اپنا پیشہ بنالیا ہے اس کا سرپرست عالمِ مغرب معلوم ہوتا ہے۔

حالانکہ ان لوگوں کی مذہبی کتب میں اس پیغمبر اعظمؐ کے ارفع و اعلیٰ مقام کا تعین کرتے ہوئے آج تک لکھا ہوا محفوظ ہے کہ وادیٔ سینا سے ظاہر ہونے والا، فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہونے والا بنی اسرائیل کے نبیوں کا محبوب ”محمدیم“ بادشاہوں کا بادشاہ، خداوندوں کا خداوند ہے۔

یہود کی رُوحانی حالت::

یہود اتنے سرکش ہو چکے تھے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا انکار کیا۔ انہیں ستایا، دُکھ دیا، قتل کیا اور اپنی قوم میں سے مبعوث ہونے والے آخری نبی بن باپ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مصلوب کرنے کی مذموم کوشش کی۔ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتمام حجت کرنے کے بعد سلسلہ نبوت و بادشاہت ان سے لے کر ان کے اور موسیٰ کے بھائیوں بنی اسماعیل میں منتقل کر دیا۔ (استثناء: ۱۸: ۱۵، ۱۹)

حضرت مسیح علیہ السلام نے یروشلم پر نوحہ کیا، یہود پر لعنت ڈالی، ایسا ہی، بنی اسرائیل کے مشہور عالم یہوداہ نے اپنے ایک عام خط کے ذریعہ ان کو متنبہ کیا اور کہا:-

”یہ (بنی اسرائیل و یہود) بے پانی کے بادل ہیں یہ پت جھڑ کے بے پھل درخت ہیں، جو دونوں طرح سے مُردہ اور جڑ سے اکھڑے ہوئے ہیں ...... ان کے بارے میں حنوک (نبی) نے بھی پیشن گوئی کی تھی کہ ”دیکھو خداوند اپنے لاکھوں[1] (دس ہزار) مقدسوں کے ساتھ آیا، تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے...... اخیر زمانے میں ایسے ٹھٹھا کرنے والے ہونگے، جو اپنی بے دینی کی خواہشوں کے موافق چلیں گے یہ وہ آدمی ہیں جو تفرقے ڈالتے ہیں اور نفسانی ہیں اور روح القدس سے بے بہرہ ہیں۔“

(یہودا کا عام خط، باب 1 آیت 19)

---

[1] زیر نظر آیت میں عبرانی لفظ مربیوث: من + ربوث استعمال ہوا ہے جس کے معنی ”دس ہزار“ کے ہوتے ہیں نہ کہ لاکھوں کے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار بدر 7/11 جون 2001ء، استفادہ میثاق النبیین حصہ اوّل صفحہ 173)

حضرت حنوک یا حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی ساتویں پشت میں عظیم الشان نبی ہوئے ہیں ان کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ:

”حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا، کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا۔“

(پیدائش باب 5 آیت 22، 24)

حضرت حنوک کی پیشگوئی جس کا یہوداہ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے، فتح مکہ کے موقع پر بڑی آب و تاب سے پُوری ہوئی۔ مظہر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار قدُّوس صحابہ تھے۔ اور اس روز اہلِ مکہ کا انصاف کیا گیا۔ رحمۃ للعالمین نے اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کو بلا مبادلہ معاف کر دیا اور عدل و انصاف کیلئے اسلامی جمہوریت قائم کی۔

مکاشفہ:: بائیبل مقدس کے صحائف میں سے آخری صحیفہ یوحنا عارف کا مکاشفہ ہے جو عہد جدید کے تمام صحائف میں سے بھی آخری ہے۔ مکاشفہ کے آخری باب میں سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے سرتاج پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق زبردست عظیم الشان پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ مکاشفہ در اصل بائیبل مقدس کا خلاصہ اور مکاشفہ کا یہ مقام عہد عتیق اور عہد جدید کا خلاصہ و عطر ہے۔ بنی اسرائیل کے سارے مذہبی لٹریچر کا نچوڑ، قوم بنی اسرائیل کی ساری اُمنگوں کا ماحصل مکاشفہ میں بیان ہوا ہے۔ اور خود مکاشفہ کا عطر آخری باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ:-

”پھر میں نے (۱) آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ (۲) ایک سفید گھوڑا ہے اور (۳) اس پر ایک سوار ہے (۴) جو سچا اور برحق کہلاتا ہے (۵) اور وہ راستی کے ساتھ انصاف و لڑائی کرتا ہے اور (۶) اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور (۷) اس کے سَر پر بہت سے تاج ہیں اور (۸) اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور (۹) وہ خون سے چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور (۱۰) اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے اور (۱۱) آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے ہیں اور (۱۲) قوموں کے مارنے کے لئے اس کے منہ سے تیز تلوار نکلتی ہے اور وہ (۱۳) لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا اور (۱۴) قادر مطلق خدا کے سخت غضب کی مئے کے حوض میں ان کو روندے گا اور (۱۵) اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے: ”بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔“

(مکاشفہ باب 19 آیت 11، 16 عبری سے اردو ترجمہ، برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور 1947ء)

مکاشفہ کی تعبیر:: مکاشفہ کی اس عبارت میں کم از کم بیس پچیس پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں۔ کشف کی تعبیر خواب کی تعبیر کی طرح ہوا کرتی ہے۔

(۱)- آسمان کے کھلا ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند کے ظہور پر آسمانی روحانی برکات خواب، رؤیا، کشف، الہام اور وحی کا نزول شروع ہو جائے گا۔ مادی فیوض و برکات، بادشاہت، بارش وغیرہ کا حصول تمام اقوام کیلئے عام ہو جائے گا۔ ان ہر دو نعماء کو یہود اپنی قوم تک مقید و محدود قرار دے چکے تھے۔ (۲) سفید گھوڑے پر شہسوار سے مراد ہے: روحانیات، سربلندی علم، فتح اور دانشمندی کی علامت۔ روحانی میدان میں سفید گھوڑے سے مراد سفید براق، دُلدُل، اشو جگھنا ہے جس پر سوار ہو کر خداوندوں کے خداوند نے معراج کا سفر طے کیا تھا۔ ظاہری طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی سواریوں کے جانوروں میں بڑے قد کا ایک سفید خچر شامل تھا۔ (۳) آپ کا لقب صادق و امین تھا (۷) آپ کے سر پر بہت سے تاج ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ آپؐ کے روحانی فیض سے فیضیاب ہونے والے بہت سے مجددین امت اور امتی صدیق و نبی مراد ہیں (۹) اس صدوق و امین کو طائف کے لوگوں نے لہولہان کر دیا۔ جنگ احد میں دشمن نے تیروں کی بوچھاڑ کر کے آپ کو خون میں لت پت کر دیا جس سے آپ کا پہناوا خون کا لباس بن گیا۔ رنگوں میں سے آپ کو کیسری رنگ زیادہ پسند تھا۔ ایک بار آپ نے کیسری رنگ کا لباس بھی پہنا تھا۔ آپ کے مخالفوں نے آپ کو جبراً جنگوں میں گھسیٹا۔ (۱۱) سفید گھوڑے اور کتانی لباس سے مراد قدُّوس صحابہ ہیں جو وفادار اور مقدس جنگجو تھے جو عربوں کا کتانی سفید فاخرہ لباس زیب تن کیئے آپ کے ماتحت تھے اور جو آپ کے پیچھے آپ کے نقش قدم پر چلا کرتے تھے۔ (۱۳) عصا سے مراد سہارا و مددگار ہوتا ہے۔ تعبیر میں عصا سے مراد جماعت کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس سے مراد نبی کی قائم کردہ جمہوریت بھی ہے۔ آپ کو یہ ساری نعماء عطا ہوئیں۔ جماعتِ مؤمنین عطا ہوئی۔ اسلامی جمہوریت قائم ہوئی جو خلافت اور مجددیت پر منحصر تھی۔

ہماری تحریر کا مرکزی نقطہ ”بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند“ ہے۔ اس لئے اسی کی وضاحت کی جارہی ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کی مذہبی آسمانی مقدس کتب میں حضرت پیغمبر اعظم اور افضل الرسل کی سیرت طیبہ اور بلند و برتر مقام کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ کوئی بھی معروف مذہب ایسا نہیں جس کے لٹریچر میں آپ کی عظمت، حمد و ثنا کا ذکر نہ ملتا ہو۔ آپ کا خُلق، ہمدردی رحمۃ للعالمین کی صورت میں دبستان مذاہب میں اپنی بہار دکھا رہی ہیں

آپ میں ہر کمال آخری انتہائی نقطۂ عروج، اپنی آخری نوعیت کے ساتھ موجود ہے۔ آپؐ میں ہر لحاظ سے ذاتی استعدادوں، ذاتی اوصاف حمیدہ اور ذاتی کمالات کاملہ کا ایسا ذخیرہ موجود ہے جو اقوام کی راہبری کے لئے لازمی تھا۔ آپ کی سچی اتباع ایک انسان کو آخر خدا نُما انسان بنا سکتی ہے بلکہ ہر ایک متبع حسب استعداد ذاتی اور ضرورت منعم علیہم کے درجات صالح، شہید، صدیق اور نبوت پا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے درجات اور نجات کی جملہ راہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے ساتھ مشروط کر دی ہیں۔ اہل اللہ نے آپؐ کے مقام ارفع و اعلیٰ کی ایک جھلک پا کر کہا ہے کہ:-

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوندِ کریم
آن چناں از خود جدا شُد کز میاں افتاد میم

احمد کی شان کو خداوند کریم کے سوا دوسرا کون جان سکتا ہے وہ اپنے دلبر میں اس طرح محو ہو گیا کہ کمال اتحاد کے باعث اس نے درمیان سے میم گرا دی ہے۔ یوں احمد، احد ربّ رحیم کی صورت بن گیا۔

(مکاشفہ باب 19، آیت 11 تا 16)

عہد جدید کے صحیفہ مکاشفہ میں محمد رسول اللہ کے مقام جمع کے مدنظر فرمایا گیا ہے کہ:- ”جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے: بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند“

مکاشفہ کے اس مقام میں استعارات و مجازات کا استعمال ہوا ہے اور خدا نما وجود سید الانبیاء فخر کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ رُوحانی لحاظ سے اور دنیاوی دونوں طرح سے صدہا بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ ایسے شہنشاہ اور حُکمران اپنے لئے یہ فخر محسوس کرتے تھے اور اب بھی فخر جانتے ہیں کہ صحیفۂ مکاشفہ کے مطابق بادشاہوں کے بادشاہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلام ہیں۔ سرزمین ایران (کسریٰ) اور روم (قیصر) نے آپ کے قدم چُومے اور مُفتخر ہوئیں۔

یہوداہ کے مکاشفہ کے اس مقام 19:16 میں آپ کا سب سے ارفع و لامنتہیٰ مقام کا بیان ہوا ہے جس سے بڑھ کر بالا و بلند کوئی مقام نہیں کہ آپؐ خداوندوں کے خداوند ہیں۔

آرین دھرم کی قدیم کتب ویدوں میں آپ کو سنوتا، اِندر یعنی خداوند کہا گیا ہے۔ (اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۷ ۱۲ منتر ۷) آپ ہی برہم ہیں دیوتا ہیں جن کی خاطر دنیا و مافیہا اور فانی سنسار تخلیق کیا گیا۔ آپؐ ہی قبول کرنے اور استقبال کرنے کے قابل ہیں شہنشاہ دو عالم، مادر مہربان اور سالار اعظم وغیرہ آپ کے انسانی رُوپ ہیں۔ اور روحانیات کی دنیا میں آپ کو برہم اور اِندر مانا گیا ہے۔

عہد نامہ عتیق کے دوسرے مقامات میں بھی آپ کو محمدیم کہا گیا ہے۔ (غزل الغزلات 5: 10، 16) جو مقام جمع کا ارفع مقام ہے۔

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارا رسولؐ قدیم آسمانی صحائف میں

(از۔سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم گینٹوک)

ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جس قدر نشانات ظاہر فرمائے ایسے نشانات کسی اور نبی کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ قرآن مجید کے مقدس اوراق ان نشانات کی تفاصیل سے بھرے پڑے ہیں۔ احادیث کے مجموعے اور تاریخ کے صفحات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وہ نبی امی جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، خدا کا مقدس اور تمام رسولوں کا سرتاج ہے۔ جس کی صداقت کیلئے آسمان نے بھی گواہی دی ہے، زمین نے بھی دی۔ فرشتوں نے بھی شہادت دی اور انسانوں نے بھی۔ حتی کہ بدترین دشمن بھی اُس پر نازل ہونے والے کلام کو سن کر بے ساختہ پکار اُٹھے کہ یہ کلام انسانی ذہن کی اختراع نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ بیانات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے والی تحریریں صرف قرآن وحدیث اور مسلمان مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابوں میں محدود ہوتیں تو کہا جاسکتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدتمندوں نے اپنے نبی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے یہ واقعات گھڑ لئے ہیں۔ لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے والی عالم الغیب ہستی نے آپ کی بعثت سے ہزاروں سال قبل آپ کی صداقت کا سامان مہیا فرمادیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہے کوئی آنکھوں والا اس کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا ہندوستان کے ظلمت کدوں سے لے کر مشرق وسطیٰ کے تاریک بیابانوں تک جہاں جہاں نبوت کی روشنی چمکی ہر چمک میں اسی نور کی بشارت نمایاں تھی جو فاران کی چوٹیوں میں ظاہر ہونے والا تھا۔ ہر نبی نے، جس کی تعلیم کا کچھ بھی حصہ محفوظ ہے گواہی دی کہ اے مجھ پر ایمان لانے والو میرا مشن اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک صحرائے عرب پر وہ سورج طلوع نہ ہو جو ہر تاریکی کو ہمیشہ کے لئے ختم کردے گا۔

حضرت مہاتما بدھ ہندوستان کی وہ عظیم ہستی تھی جو برہمنی سامراج کے شکنجے میں دم توڑتی ہوئی انسانیت کو اس ظلم وستم سے نجات دلانے کیلئے ظاہر ہوئی اس کی تعلیمات ہندو سازش کے تحت مسخ ہوجانے کے باوجود آج بھی گواہی دیتی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے خدا کے بندوں کو خدا کا مطیع وفرمانبردار بنانے کیلئے آیا تھا۔ جب وہ اپنا مقدس مشن مکمل کرکے دُنیا سے رُخصت ہونے لگا تو اس نے اپنی زندگی کے جو آخری الفاظ کہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق گواہی پر مشتمل تھے ۔عین اس وقت جب گوتم بدھ کی سانس اُکھڑ رہی تھی ان کے ایک شاگرد نندا نے بے قرار ہوکر پوچھا:-

حضور آپ کے جانے کے بعد دنیا کو کون تعلیم دے گا؟ اس کے جواب میں حضرت بدھ نے جو الفاظ کہے وہ تاریخ میں ہمیشہ کیلئے محفوظ ہیں۔ حضرت بدھ علیہ السلام نے جواب دیا: نندا! میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو زمین پر آیا نہ میں آخری بدھ ہوں۔ اپنے وقت پر ایک بدھ اور آئے گا۔

(Gospels of Buddha by carus P.217)

عظیم بدھ کے اس ارشاد پر اس کے شاگرد نندا نے سوال کیا ہم اسے کس طرح پہچانیں گے؟

حضرت بدھؑ نے جواب دیا کہ وہ میتریا کے نام سے موسوم ہوگا۔ یہ میتریا کیا ہے؟ الٰہ آباد کے مشہور انگریزی اخبار ''لیڈر'' کی 16/اکتوبر 1930 کی اشاعت میں ایک بدھ عالم کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اُس نے میتریا کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا:-

''وہ جس کا نام رحمت ہے''

(بحوالہ: النبی الخاتم، مصنفہ سید مناظر حسن گیلانی صفحہ 21)

اور قرآن مجید نے بھی اسی ہستی کے متعلق رحمۃ للعالمین کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے: ''وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ''۔

مولانا حالی مرحوم کے الفاظ میں:

''وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا''

اسی طرح ڈاکٹر رادھا کرشنن پہلے بدھا کے متعلق اپنی تحقیق یوں بیان کرتے ہیں:

جاپان میں پہلے بدھا کا نام ''امیتابھ'' ملتا ہے۔

(بحوالہ گوتم بدھ، دھرم اور درشن صفحہ 150) اور جاپان میں اس کا تلفظ AMID یعنی احمد ہے۔ (بحوالہ Recovery of faith by Dr. Radha Krishna P.154)

بھاگوت گیتا میں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم:

بھوشیہ پُران کے بیانات تو اتنے واضح اور غیر مبہم ہیں کہ ان میں معنوی تحریف کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ البتہ دوسرے مقامات پر جہاں حضرت محمدؐ کی رسالت کی پیشگوئیاں ہیں وہاں ترجمے بدل گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

''جب بے شمار ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہوتب محمدؐ کے ذریعہ تاریکیوں کا خاتمہ ہوکر فہم و حکمت کا نور طلوع ہوگا۔

(بحوالہ شری مدبھاگوت، مہاتم پران 2-76)

ویدوں میں حضرت محمدؐ کا تذکرہ::

''اے محبوب محمدؐ! میٹھی زبان والے! قربانیاں دینے والے! میں آپ کی قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں۔

(رگ وید 1-13-3)

ویدوں میں جہاں کہیں بھی آپؐ کا ذکر آیا ہے وہاں ''نراشنس'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے توریت اور انجیل میں آپ کے لئے فارقلیط (PARACLETE) لفظ کا استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں قابل تعریف اور یہی معنی عربی میں لفظ محمد کے ہیں۔ چنانچہ اتھرووید بیسویں کانڈ کا 127 سوکت ''نراشنس'' (محمدؐ) کے تذکرے میں بہت اہم ہے لکھا ہے:-

''لوگو سنو محمد کو لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جائے گا۔ اس مہاجر کو ہم ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں سے اپنی پناہ میں لیں گے۔ اس کی سواری اونٹ ہوگی جس کے ساتھ مادہ اونٹنیاں ہوں گے۔ جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکادے گی۔ اس عظیم رشی کو 100 دینار 10 مالائیں 300 گھوڑے اور 10000 گائیں عطا کی گئی ہیں۔

(بحوالہ اتھرووید 20-127)

مندرجہ بالا منتروں کے ترجمے پر پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے اپنی کتاب (نراشنس اور انتم رشی) میں کئی باب لکھے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمثیلی زبان میں 100 دینار سے مراد 100 اصحاب صُفہ ہیں دس مالاؤں سے مراد دس عشرہ مبشرہ ہیں۔ تین سو گھوڑے سے مراد جنگ بدر کے 313 مجاہدین اور دس ہزار گائیوں سے مراد دس ہزار اصحاب کا وہ لشکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین ہزار سال قبل عالم انسانی کو یہ نوید سنائی:

''وہ عربی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا۔ وہ اپنے سب بھائیوں کے درمیان بودوباش کرے گا۔''

(پیدائش باب 12:16)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نبوت کے دوسرے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہ مژدہ سنایا تھا کہ میرے بعد ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کی بعثت عرب میں ہوگی بلکہ اس پہاڑ کے نام کا بھی تعین کردیا گیا جس کی چوٹی پر کھڑے ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار اپنی قوم کو مخاطب فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

''خدا سینا سے نکلا سعیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔''

(استثناء باب 2:33)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کا لشکر تھا۔ اس سے بڑھ کر آپ کی صداقت کا کیا ثبوت ہوگا کہ آپ کی بعثت سے سینکڑوں سال قبل نبیوں نے جو خبر دی تھی وہ بڑی شان کے ساتھ ہو بہو پوری ہوئی۔

حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے اپنے صحیفے میں جو الہامی الفاظ فرمائے ہیں وہ صاف طور پر واقعہ ہجرت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''بیابان (عرب) اور اس کی بستیاں قیدار نے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے للکاریں گے وہ خدا کا جلال ظاہر کریں گے۔''

(یسعیاہ باب 11:42)

جس شخص نے عرب کے جغرافیہ کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ سلع ایک پہاڑ ہے جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب اہل مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت استقبال کیا تھا جب حضور مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ میں داخل ہورہے تھے اور مدینہ کی چھوٹی چھوٹی بچیاں گیت گارہی تھیں طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا کہ ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ اسی طرح اس مقدس نبی نے حضور صلی الہ علیہ وسلم کی نشانیاں بتاتے ہوئے ایک حیرت انگیز پیشگوئی کی جو نہایت ہی شان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پوری ہوئی۔ یعنی انہوں نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اعلان کیا کہ وہ ظاہری لحاظ سے بے پڑھا لکھا ہوگا مگر اس سے کہا جائے گا کہ پڑھ۔ چنانچہ فرماتے ہیں

''اَن پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھ۔ وہ کہتا ہے میں اَن پڑھ ہوں پڑھ نہیں سکتا''۔ (یسعیاہ باب 11:29)

کیا اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ کسی نبی کی تصدیق ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔!

اب ہم سلسلہ موسوی کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آتے ہیں انہوں نے بھی اپنے سے پہلے انبیاء کی طرح حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دیتے ہوئے دو ایسے امور کی نشاندہی کی جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا:-

''میری اور بہت سے باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو سچائی کی راہیں بتادے گا۔''

(یوحنا باب 12-13-16)

یعنی حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعد آنے والے نبی کو فارقلیط کے نام سے یاد کیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ انجیل میں فارقلیط بمعنی قابل تعریف استعمال ہوا ہے۔ جو عربی میں لفظ محمد کے معنی ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے نہ صرف اس نبی کے اسم گرامی کی نشاندہی کی بلکہ اس امر کا بھی اعتراف کیا کہ ان کی اپنی تعلیم ناقص ہے اور ان کے بعد جو آنے والا تعلیم دے گا وہ کامل ہوگی اور اس قدر جامع ہوگی کہ حق و باطل ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں گے

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق واوصاف

تمام بنی نوع انسان کے لئے بطور اُسوۂ حسنہ کے ہیں

(کلیم احمد تیمار پوری قادیان)

پیارے آقا ومُطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ عادات واطوار واخلاق فاضلہ کا نقشہ کھینچنا گویا سمندر کو کوزہ میں بند کرنے کے مترادف ہے۔آپؐ کے بارہ میں قرآن شریف کی یہ گواہی ہے کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ یعنی آپ عظیم الشان اخلاق پر فائز تھے۔(سورۃ القلم:5) اللہ تعالیٰ سے بہتر گواہی اور کس کی ہوسکتی ہے جو دلوں کے اندر کی بات بھی جانتا ہے۔

اسی طرح آپ کے عظیم الشان مقام ومرتبہ کا اظہار اس حدیث قدسی سے بھی ہوتا ہے:

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

کہ اے محمدؐ اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ زمین وآسمان بھی پیدا نہ کرتا۔

آپ کا بچپن نہایت سادگی سے گزرا۔کھیل کود اور شرارت سے آپ کوسوں دُور تھے۔دیکھنے والوں نے آپؐ کو دیکھ کر یہاں تک کہہ دیا کہ اس بچہ میں ایک نبی کی سی معصومانہ صفت پائی جاتی ہے۔بچپن کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے جبکہ عرب کی حالت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ کھینچ رہی تھی۔گردو پیش فسق وفجور کے سمندر موجزن تھے۔لوگ بے تکلف شراب پیتے تھے، نشے کی حالت میں جو چاہتے تھے کرتے تھے۔جا بجا قمار بازی ہوتی تھی لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔بداخلاق وعدم رواداری کا یہ عالم تھا کہ ایک ادنیٰ سی بات پر طبیعتیں مشتعل ہوجاتی تھیں اور تلواریں نیام سے باہر آجاتی تھیں۔عورتوں کا کوئی احترام نہیں تھا۔نخوت وغرور نے ہر شخص کو فرعون بنا رکھا تھا۔کینہ، عداوت عام تھی، وہ نفرت اور عداوت کے جذبات میں پرورش پارہے تھے۔فکر عقبیٰ وخوف خدا کا ذکر ہی کیا ہے لوگ خدا کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ایسی زہریلی آب وہوا میں اور ایسے ہلاکت خیز ماحول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پرورش پاکر جوان ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ کے مقدس ہاتھوں نے کبھی شراب کو چھوا تک نہیں۔آپ کی پاک نگاہیں کبھی نسوانی حسن وجمال کی دلفریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئیں کبھی کسی سے جھگڑا تک نہیں کیا۔معاشرے کی کسی بھی بُرائی سے آپ نے کوئی حصہ نہیں لیا دراصل آپ اللہ تعالیٰ کی عشق ومحبت میں کھوئے گئے تھے اور یہ عشق دن بدن پروان چڑھتا گیا یہاں تک کہ آپ ذات خداوندی میں فنا ہوگئے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے لئے آپ کو ایک نمونہ قرار دیا جس کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں آپ کے درج ذیل اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں۔

عقل ذکا، سرعت فہم، صفائی ذہن، حسن تحفظ، حسن تذکرہ، عفت، حیا، صبر، قناعت، زہد، تورع، جوانمردی، استقلال، عدل، امانت، صدق لہجہ، سخاوت فی محلّہٖ، ایثار فی محلّہٖ، کرم فی محلّہٖ، مروت فی محلّہٖ، شجاعت فی محلّہٖ، علو ہمت فی محلّہٖ، حلم فی محلّہٖ، تحمل فی محلّہٖ حمیت فی محلّہٖ، تواضع فی محلّہٖ، ادب فی محلّہٖ، شفقت فی محلّہٖ، رأفت فی محلّہٖ، رحمت فی محلّہٖ، خوف الٰہی، محبت الٰہیہ، انس باللہ، انقطاع الی اللہ وغیرہ صفات سے آپ نہ صرف متصف تھے بلکہ یہ بدرجہ آپ میں پائی جاتی تھیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں بیان فرماتی ہیں:-

آپ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے۔بلکہ عفو ودرگزر کرتے تھے۔آپ کو جب دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو جو آسان ہوتی اسی کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ میں داخل نہ ہو۔آپ نے کبھی کسی کے ذاتی معاملہ میں انتقام نہ لیا اور نہ ہی آپ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت کی۔آپ نے کبھی کسی غلام، لونڈی، کسی عورت کو کسی خادم کو یہاں تک کہ کسی جانور کو بھی آپ نے ہاتھ سے نہ مارا۔آپ نے کوئی درخواست ردّ نہ فرمائی۔الّا یہ کہ وہ ناجائز ہو۔دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح کرتے کہ اگر کوئی یاد رکھنا چاہے تو یاد کرلے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آپ خندہ جبیں، نرم خو، مہربان طبع تھے، سخت مزاج اور تنگدل نہ تھے۔بات بات پر شور نہیں کیا کرتے تھے۔کبھی برا کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے عیب جو اور سخت گیر نہ تھے کوئی ایسی بات اگر ہوتی جو آپ کو ناپسند ہوتی اس سے اغماض فرماتے تھے کسی کے اندر کی حالت کے ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔الغرض آپ کے اندر تمام اوصاف حمیدہ جمع تھے۔

حسن یوسف، دمِ عیسٰی، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”دنیا میں ایسے بہت ہوتے ہیں جنکی نسبت بد دیانتی کا ثبوت نہیں ملتا......لیکن اس کے باوجود ان کی قوم ان کو خاص نام نہیں دیتی......لیکن کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دینا ایک غیر معمولی بات ہے۔اگر مکہ کے لوگ ہر نسل کے لوگوں میں سے کسی کو امین اور صدیق کا خطاب دیا کرتے تب امین اور صدیق کا خطاب پانے والا بڑا آدمی سمجھا جاتا۔لیکن عرب کی تاریخ بتاتی ہے کہ......سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور اس کا صدق دونوں اتنے اعلیٰ درجہ کے تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں سے کسی اور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھے جانے کے قابل تھی۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ نمبر 233 تا 234)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی وحی کے بعد گھبراہٹ کے عالم میں گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو جن الفاظ میں تسلی دی وہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔خدا تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ

کہ آپ کے اخلاق عین قرآنی تعلیمات کے مطابق تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت حق پہنچائیں تو کوہ صفا پر آپؐ نے قبائل قریش کو نام لے کر بلایا جب وہ اکٹھا ہوئے تو ان سے پوچھا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری بات کو سچا مانوگے؟ انہوں نے بلا تامل کہا ہاں! ہم نے کبھی بھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔آپ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

سچوں کی گواہی دینے پر بعض دفعہ دشمن بھی مجبور ہوجاتے ہیں۔ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا لیکن وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لے کر آیا ہے۔ایک غیر متعصب عیسائی پروفیسر لکھتے ہیں:

حقیقی اور سچے ارادوں کے علم کے بغیر یقیناً کوئی اور چیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس لگاتار استقلال کے ساتھ جس کا ظہور رہا آگے نہیں بڑھا سکتی تھی۔ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخری دم تک نہ کبھی آپ متذبذب ہوئے اور نہ کبھی آپ کے قدم سچائی کے اظہار سے ڈگمگائے۔

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شاملِ حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں، یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دُکھوں کی برداشت نہیں کرسکتا۔اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کردیا اور قابو پاکر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راست باز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دور ہوگئے۔آپ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ نے ثابت کرکے دکھلا دیا وہ خُلق تھا جو قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کو آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے انکو زندگی حاصل ہو......اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کردیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور وجفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کردیا تھا جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُکَ عَلَیْهِمْ حَسَرَاتٍ۔ کیا تو اس غم اور سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کردے گا اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے گا......جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت کی مختلف جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

حسب سابق امسال بھی بھارت کی مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے تحت جلسہ ہائے یوم مصلح موعودکا انعقاد کیا گیا جس کا خلاصہ نہایت اختصار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

بھوانی سرکل (ہریانہ)

دادری: مورخہ 20 فروری کو خاکسار (رفیق احمد عاجز) کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن و متن پیشگوئی مصلح موعودؓ عزیزم عمران خان نے پڑھ کر سنایا نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سردار خان صاحب کی بعنوان سیرت حضرت مصلح موعود ہوئی۔ دوسری تقریر مکرم رضا علی صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب خاکسار نے کیا اجتماعی دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ بعدہ سب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

دنود: مورخہ ۲۰ فروری کو زیر صدارت دلاور خان جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت عزیزہ فرزانہ نے کی۔ نظم عزیزہ نغمہ بیگم نے پڑھی متن پیشگوئی مصلح موعودؓ مکرم نصیب خان صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ تقریر اول مکرم ذاکر حسین صاحب نے کی۔ اختتامی خطاب کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ آخر میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بسنتی: ۲۰ فروری کو زیر صدارت مکرم علی شیر صاحب صدر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم لالہ صاحب نے کی نظم اور متن پیشگوئی مصلح موعودؓ مکرم اشرف خان صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر مکرم یاسین سروہا صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب مکرم صدر اجلاس نے کیا۔ اجتماعی دُعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

(رفیق احمد عاجز سرکل انچارج بھوانی زون ہریانہ)

حصار زون (ہریانہ)

حصار: 20.2.07 کو بعد نماز مغرب مکرم شاہ دین معلم سلسلہ کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد متن پیشگوئی مصلح موعودؓ پڑھ کر سنایا گیا۔ صدر اجلاس نے حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کی اہمیت اور آپ کے کارنامے کے بارے میں بتایا۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا اس موقع پر خدام نے پیشگوئی کا متن زبانی سنایا اور حضورؓ کے تعلق سے سوالات پوچھے گئے۔

رتیہ: جماعت احمدیہ رتیہ میں 20 فروری کو مکرم حافظ فرمان صاحب کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا تلاوت نظم کے بعد متن پیشگوئی پڑھ کر سنایا گیا صدر اجلاس نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ پر تقریر کی دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں 22 افراد شامل ہوئے۔

گلہ کھیڑا: ضلع فتح آباد ہریانہ میں 21 فروری کو مکرم سرون خان صاحب کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا تلاوت سکندر خان صاحب نے کی نظم کے بعد متن پیشگوئی مصلح موعودؓ پڑھ کر سنایا گیا۔ تقریر مکرم محسن علی صاحب معلم نے کی 50 کے قریب حاضری تھی 19 بچوں کا علمی مقابلہ ہوا جس میں سے اول دوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے آخر میں مٹھائی تقسیم کی گئی دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

بھوڈیا کھیڑا: مکرم شہاب الدین صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا نظم کے بعد مکرم یوسف غازی صاحب و نصیر الدین صاحب معلم نے تقاریر کیں۔ بچوں میں انعامات و مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

گھرانہ: 20 فروری کو مکرم مانگے خان صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت منعقد ہوا قائد مجلس مکرم علی شیر صاحب نے تلاوت کی مکرم سندیپ خان صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی معلم مکرم جوگیا خان صاحب نے 20 فروری کی اہمیت پر تقریر کی صدر جلسہ نے دعا کروائی۔ بعد میں بچوں سے یوم مصلح موعود کے تعلق سے سوال و جواب ہوئے اور ٹافیاں بانٹی گئیں۔

فرید پور: مکرم رشید احمد صاحب معلم کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا خدام و اطفال کا عہد دہرایا گیا بعد ازاں پیشگوئی کا متن پڑھ کر سنایا گیا معلم صاحب نے تقریر کی بچوں سے سوال و جواب پوچھے گئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

سمین: مکرم سہیل احمد صاحب معلم کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا 42 افراد کی حاضری تھی تلاوت و نظم کے بعد معلم صاحب اور مکرم منصور احمد صاحب نے 20 فروری کی اہمیت کے بارے میں تقریر کی اور متن پڑھ کر سنایا۔ اطفال و ناصرات نے نظم پڑھ کر سنائی۔ جلسہ کامیاب رہا۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

ناگلی: اس جماعت میں پہلی بار جلسہ یوم مصلح موعودؓ منایا گیا۔ مکرم منصور احمد صاحب معلم کی زیر صدارت تلاوت و نظم کے بعد قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم پھول دین صاحب نے تقریر کی۔ آخر میں معلم صاحب نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ پڑھا۔ بچوں کے مقابلہ میں اول دوم سوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور دُعا کے ساتھ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

کھیڈڑ: 20 فروری کو بعد نماز ظہر خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت، نظم کے بعد متن پڑھ کر سنایا گیا مکرم عبدالباسط صاحب معلم نے تقریر کی خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پس منظر پر تقریر کی۔ بچوں میں انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ حاضری 33 تھی۔

بھاٹلہ: مکرم للودین صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا نظم کے بعد خدام و اطفال کا عہد دہرایا گیا مکرم دلبیر صاحب، مکرم حبیب صاحب، نصیب صاحب اور مکرم محمد سکندر صاحب معلم نے 20 فروری کی اہمیت پر تقریر کی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

(ایوب خان مبلغ سلسلہ سرکل انچارج حصار زون)

سرکل جیند (ہریانہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال یوم مصلح موعود سے قبل ہندی زبان میں ''مصلح موعود دوس 20 فروری'' کے عنوان سے ایک ہزار پمفلٹ چھپوایا گیا اور اسے صوبہ ہریانہ کے تمام سرکلز میں بھجوایا گیا اور جیند سرکل کی 20 جماعتوں کے تین صد افراد کو ایک ہفتہ پہلے ہی دیا گیا جس میں سے اکثر افراد کو یوم مصلح موعود کی اہمیت کے بارہ میں جانکاری ہوئی چنانچہ جن جماعتوں سے جلسہ کی رپورٹ آئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

جیند: مورخہ 22.2.06 کو شام سات بجے تا 10 بجے جیند جماعت کا جلسہ مصلح موعود بھوانی روڈ مکرم ضلع خان صاحب کے مکان پر ہوا۔ تلاوت قرآن مجید عزیز ساجد احد طارت وقف نو نے کی۔ نظم مکرم اسلام الدین صاحب نے مصلح موعودؓ کا کلام پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر خاکسار طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ نے کی دوسری تقریر مکرم ماسٹر شیر علی صاحب بھٹی نے حضرت مصلح موعود کے نوجوانوں اور جماعت کو نصائح کے عنوان پر کی۔ تیسری تقریر مکرم لیاقت علی صاحب قائد مجلس نے کی۔ دُعا کے ساتھ یہ جلسہ برخواست ہوا۔

جیند: مورخہ 18.2.07 کو جیند کی لجنہ کی طرف سے مکرم علی شیر صاحب کے گھر محترمہ صدر صاحبہ جیند سکینہ بیگم کی صدارت میں منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم عزیزہ نصیبہ نے کی۔ پھر عہد بھی دہرایا۔ اسی طرح چار تقاریر علی الترتیب نصیبہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان سے عزیزہ بشریٰ طارق نے سیرت حضرت مصلح موعود کے عنوان سے عزیزہ پونم بیگم نے خلافت کا بابرکت نظام کے عنوان سے عزیزہ سیماں نے دُعا کی اہمیت کے عنوان سے کیں۔ علاوہ اس کے چار نظمیں عزیزہ رضیہ۔ فرزانہ۔ سکینہ بیگم اور نصرت بیگم نے پڑھیں۔ پردہ کی رعایت سے خاکسار نے بھی پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کیا۔

چھارا: مورخہ 20 فروری کو بعد نماز عصر جماعت چھارا میں جلسہ مصلح موعود کروایا گیا اس جلسہ کی صدارت مکرم سلطان صاحب زعیم انصار اللہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کویتا نے کی نظم عزیز نصیب نے پڑھی۔ تقریر مکرم عمران صاحب معلم سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان سے کی۔ پھر ایک بچی نے متن پیشگوئی پڑھ کر سنایا۔ ایک تقریر مکرم نصیب خان نے کی۔ اس پروگرام کے بعد حضرت مصلح موعود کی سیرت کے تعلق سے کوئز کا مقابلہ ہوا۔ جس میں عزیزہ لکشمی اول اور عزیزہ کویتا دوم آئیں۔ دُعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

کرم گڑھ: مورخہ 20 فروری کو جماعت کرم گڑھ نے جلسہ یوم مصلح موعود صدر جماعت مکرم راجیش صاحب کی صدارت میں کیا۔ تلاوت اسلم خان نے کی نظم افروز خان نے پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر اسلم نے کی پیشگوئی مصلح موعود علی جان نے پڑھ کر سنائی۔ آخری تقریر مکرم اسلام الدین صاحب معلم سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان سے کی۔ اور دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

بھینی: مورخہ 20 فروری کو جماعت بھینی امیر پور میں جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت صدر جماعت ستے وان صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سرور صاحب نے کی۔ تقریر مصلح موعود کی سیرت پر مکرم راجیش صاحب نے کی دوسری تقریر مکرم سرور خان صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد بچوں کا کوئز مقابلہ ہوا جس میں اول عزیز نصیب خان دوم راجیش خان آئے دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جماعت احمدیہ کالیکٹ (صوبہ کیرلہ)

جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام مورخہ 25 فروری 07 کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ زیر صدارت محترم ایم اے احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کالیکٹ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد محترم صاحب صدر نے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت پر مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم احمد سعید سیکرٹری وصایا نے پیشگوئی مصلح موعود کی علامات پڑھ کر سنائیں۔ بعدہ مکرم احمد کٹی صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے چیدہ چیدہ واقعات جو بہت ایمان افروز تھیں پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم کے وی بسیل کویا صاحب سیکرٹری تعلیم نے ''وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا'' کی علامت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد نے پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت اور اس کی برکت پر سیر حاصل تقریر فرمائی۔ آخری تقریر خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کی علامت ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا'' کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا۔ محترم محمد انعام صاحب غوری کی اجتماعی دُعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

❁ ...... ربوہ: الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شماروں میں شائع ہونے والی رپورٹس میں پہلے بھی کئی بار اس تکلیف دہ حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ربوہ سرکاری انتظامیہ کے ہاتھوں ناانصافی اور بے توجہی کا شکار ہے۔ تعمیر وترقی تو درکنار، ربوہ کے مکین بنیادی شہری سہولیات سے بھی محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ سڑکوں کی حالت اس قدر خراب ہے کہ بعض مقامات پر تو سائیکل اور رکشہ سواروں کو سڑک سے اتر کر پیدل چلنے والوں کے لئے مخصوص راستہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس سے پیدل راہگیروں کے لئے خطرناک صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت سے حادثات بھی سڑکوں کی اس حالت کے باعث ہو چکے ہیں۔ روزنامہ پاکستان نے 23 مئی 2006ء کی اشاعت میں جو خبر دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا محض اتفاقیہ نہیں، بلکہ یہ بے توجہی سرکاری اہلکاروں کی طرف سے ظلم اور زیادتی کا ایک اور انداز ہے۔ مذکورہ خبر میں لکھا ہے:

''تحصیل ناظم سردارزادہ ذوالفقار علی شاہ نے چناب نگر (ربوہ، ناقل) میں تعمیر وترقی کے تمام کاموں پر پابندی لگا دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ پابندی تب تک عائد رہے گی جب تک قادیانی جماعت تمام سڑکیں، تمام Green Belts اور تمام گراؤنڈ تحصیل کونسل کے نام نہیں کر دیتی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ربوہ میں تعمیرات ومرمت کے لئے مختص رقوم کے خرچ پر بھی پابندی عائد کر دی ہے''۔ یہ صورتحال تادم تحریر تبدیل نہیں ہوئی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ربوہ میں واقع میدان اور گراؤنڈ جماعت احمدیہ کی ملکیت ہیں جنہیں باقاعدہ خرید کیا گیا ہے۔ تحصیل انتظامیہ کا یہ مطالبہ کہ یہ قطعات زمین اس کے نام منتقل کر دئے جائیں، سراسر بے بنیاد اور بلا جواز ہے۔ پھر اس بلا جواز مطالبہ کی بنیاد پر وہ تمام ترقیاتی کام روک دینا جو چنیوٹ تحصیل انتظامیہ کی بنیادی ذمہ داری ہے، ظلم اور زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔ جب تحصیل انتظامیہ کو اس طرف توجہ دلائی جائے تو معمول کا جواب جو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم صرف ان کاموں پر خرچ کرتے ہیں جو ربوہ کی بلدیہ کونسل کی طرف سے ہمیں کہے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس کونسل میں جماعت احمدیہ کی کوئی نمائندگی نہیں، جبکہ ربوہ کی بھاری اکثریت احمدیوں کی ہے۔ ظلم کی یہ داستان یہاں بھی ختم نہیں ہو جاتی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ربوہ کے تعمیراتی اور مرمتی کاموں کے لئے مخصوص رقوم دوسرے قصبوں میں ایسے کاموں پر خرچ کر دی جاتی ہیں، جن کا ربوہ سے کوئی تعلق نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

❁ ...... مُلّاں اللہ یار ارشد وہ شخص ہے جس نے اپنی ساری عمر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں خبیث حرکتیں کرتے بسر کر دی۔ فرقہ واریت اور انتہا پسندی کی تعلیم دینے والے اس فتنہ پرور مُلّاں کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی پشت پناہی حاصل رہی ہے۔ ربوہ کے پرامن ماحول میں فرقہ وارانہ نفرت کو ہوا دینے کے لئے اس مُلّاں کو نام نہاد مجلس ختم نبوت نے مقرر کر رکھا ہے۔ ربوہ کے شہریوں کے خلاف عائد اکثر بے بنیاد مقدمات کی FIR اسی بد بخت کی دائر کردہ ہے۔ تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ مساجد کے لئے زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنے اور احمدیہ مساجد کو نقصان پہنچانے میں اس شریر مولوی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ربوہ کے مضافات میں واقع قصبہ احمد نگر میں جماعت احمدیہ مسجد کو بند کروانے اور ربوہ کے ایک محلہ باب الابواب میں ناجائز طور پر اپنی مسجد کی تعمیر کروانے میں اس بد بخت نے ظلم وزیادتی کی کوئی حد نہ چھوڑی جو پار نہ کی گئی ہو۔ پھر ایک احمدی کی زرعی اراضی پر ایک چبوترہ پر زبردستی نماز باجماعت کی جگہ بنالی اور جواز یہ دیا کہ اس اراضی کا گزشتہ مالک یہاں نماز پڑھایا کرتا تھا۔ پولیس نے مُلّاں اللہ یار ارشد کو سمجھانے بجھانے کی کوشش کی اور اسے بتایا کہ اس کا یہ اقدام قانون کی نظر میں بھی قابل گرفت ہو سکتا ہے۔ اس پر اُس نے طیش کا مظاہرہ کیا اور پولیس کو سنگین نتائج کی دھمکی دی۔ پولیس نے اس پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 621 اور انسداد دہشت گردی کے سیکشن 9 عائد کئے اور اسے گرفتار کر لیا۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس معاملہ کو انسدادِ دہشت گردی عدالت میں لے گئے جہاں جج چوہدری محمد اسلام نے اس فتنہ پرور مُلّاں کو پہلے ضمانت پر رہا کیا اور پھر بعد ازاں بری قرار دے دیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ اور اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا کی دعاؤں کو خاص توجہ اور درد اور الحاح سے جاری رکھیں۔ خدا تعالیٰ خود ظالموں کی گرفت فرمائے اور انہیں عبرت کا نشان بنا دے۔ اور اپنے فضل سے ایسے حالات پیدا فرمائے کہ پاکستان کے احمدی آزادی کے ساتھ اپنے تمام دینی شعائر کو ادا کر سکیں اور ان کے بنیادی انسانی حقوق بحال ہوں۔ (رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

بقیہ مضمون از صفحہ:11

قالِدہ اقلیدس کے مطابق قرب کا سب سے اعلیٰ وارفع اور اکمل مقام ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ مقام ''قرب اللہ'' ہے اور دنیا میں کامل اور سب سے بڑھ کر قرب ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ خداوندان خدا پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل قرآن مجید کی سورۃ النجم آیت 9،10 میں بیان ہوئی ہے کہ: '' دَنَا فَتَدَلّٰی ''پھر نفسِ محمدیہ بوجہ شدت قرب کے صعود کر کے دریائے اُلوہیت کے قریب ہوا اور ہوتے ہوتے اُلوہیت کے بحرِ اعظم میں ذرۂ بشریت گم ہو گیا۔ اور اس میں اور حق تعالیٰ میں کوئی حجاب نہ رہا۔'' '' فَتَدَلّٰی '' پھر وہ نزول کر کے مخلوق کی طرف بڑھا اور مخلوق میں اور اس میں کوئی فرق نہ رہا۔ (اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) خلق اور خالق میں برزخ نفسی نقطہ احمدیہ ہے اور اس کا اہلِ تصوف ''اسماء اللہ'' نام رکھتے ہیں۔ اصطلاح میں اسے مقام جمع سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔'' یہ نقطۂ محمدیہ کلی طور پر مستجمع جمیع مراتب اُلوہیت ہے۔ اس مقام پر پاک محمد مصطفیٰ اکیلے ہی پہنچے۔ قیامت تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکے گا۔''

خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا
خدا نما است وجودش برائے عالماں

(سرمہ چشم آریہ، الامام المہدی)

پس مکاشفہ 19، 16 میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کا روحانی مقام مجاز کے پردے میں خداوندوں کا خدا بیان ہوا۔ یہ مقام مذہبی وانسانی دنیا میں منفرد اور عدیم المثال ہے۔ پیغمبر اعظم، جگت گورو، رحمۃ للعالمین ہیں جو اپنی ذاتی استعدادوں اور ذاتی اوصافِ حمیدہ کے باعث افضل الرسل ہیں۔ وہی استقبال کرنے، اور پیشوائی و پروہتائی کے لئے اپنانے اور قبول کرنے کے قابل ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ اور مخلوق کے مابین ملاپ ونجات کا درمیانی واحد وسیلہ وذریعہ ہیں۔ وہ روحانی سربلندی کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہونے کے باعث بادشاہوں کے بادشاہ اور مجازی زبان میں خداوندوں کے خداوند ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ ❁❁

بقیہ مضمون از صفحہ:12

اور سچائی کی راہیں کھل جائیں گی۔

اب غور کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے رسول حضرت محمدؐ کے علاوہ اور کون آیا جس نے مکمل تعلیم پیش کی۔ اور اس تعلیم نے سچائی کی راہیں کھول دیں اس لئے کھولیں کہ وہ خود سچا اور صادق تھا یہی وجہ ہے کہ دعویٰ نبوت سے قبل ہی لوگ آپ کو امین وصدوق کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ جب ارشاد خداوندی کی تعمیل میں آپؐ نے تمام قوم کو اکٹھا کر کے کہا کہ اے لوگو! اگر میں کہوں اس پہاڑ کے پیچھے ایک دشمن کا لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مان لوگے۔ اس پر لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کیوں نہیں۔ کیونکہ ہم نے آپ کی سچائی کا تجربہ کیا ہے اور آپ کو ہمیشہ ہی امین پایا۔ ہے یہ جواب قریش مکہ کا تھا۔ مگر اس واقعہ سے سینکڑوں سال قبل بائیبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی القاب سے یاد کیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

''پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار سچا کہلواتا ہے اور وہ راستی سے عدالت کرتا ہے۔ لڑتا ہے اب اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا ایک نام لکھا ہوا جسے اس کے سوا کسی نے نہیں جانا۔''

(مکاشفات یوحنا باب 19-11)

مذاہب عالم کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی نہیں گزرا جس کی بعثت کی اس تواتر سے انبیاء علیہم السلام کی وحی و الہام کے ذریعہ خبر دی گئی ہو۔ یہ عظمت صرف اور صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ یہی ایک پہلو حضور کی عظمت ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو جلد از جلد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁❁

بقیہ مضمون از صفحہ:13

وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مرجاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل ہوگا۔ اس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدان جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا۔ مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقع دیا چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقع پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحہ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 88)

❁❁❁

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں یہ بھی تبلیغ کا ایک بہترین ذریعہ ہے

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA.

Vol. 56 | Thursday | 29th March 2007 | Issue No.13

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

آج میں خدائے ربّ العٰلمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اے زمین عرب کے باشندو!

اس پیغام پر ایمان لے آؤ! اور مسیح و مہدی کے دست راست بن جاؤ

23/مارچ یوم مسیح موعود کے مبارک دن پر ایم ٹی اے کے ایک تیسرے چینل (عربی چینل) ’’M.T.A-3 اَلْعَرَبِیَّہ‘‘ کے اجراء کا حضور پُرنور نے اعلان فرمایا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23 مارچ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج 23 مارچ ہے جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آج سے 118 سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کے اذن سے بیعت کا آغاز فرمایا تھا اور یوں جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ دن اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل اسلام کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی اس کے متعلق اکثر دانشوروں نے اپنی کتب میں اظہار کیا ہے۔ ہر مسلمان جس کے دل میں اسلام کا درد تھا وہ بے چین تھا۔ برصغیر میں اسلام پر آریوں، عیسائیوں، اور پادریوں نے بے انتہا تابڑ توڑ حملے شروع کئے ہوئے تھے اور مسلمان علماء اس وقت سہمے ہوئے تھے ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ کچھ تو لاجواب ہو کر اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی جھولی میں گرتے جا رہے تھے اور کچھ اسلام سے لاتعلق ہو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان حملوں کا مقابلہ کرنے والا کوئی وجود تھا تو وہ ’’جری اللہ فی حلل الانبیاء‘‘ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا وجود تھا آپ نے اس وقت کے تمام مذاہب کو جو اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر تحریر و تقریر کے ذریعہ خوفناک حملے کر رہے تھے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کے ذریعہ ایسے مدلل جواب دئے کہ ان سب کو خاموش کرا دیا۔ آپ نے اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے ایسے ناقابل تردید دلائل بیان فرمائے ہیں کہ آج تک کوئی ان کا جواب نہیں دے سکا۔ آپ نے اس کتاب میں بیان فرمودہ دلائل کے صرف پانچویں حصے کا جواب دینے والے کیلئے دس ہزار روپے کا انعام مقرر فرمایا۔ اس کتاب نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کئے جو آپ کے اس جوش کو دیکھ کر عرض کرتے تھے کہ آپ ہماری بیعت لیں لیکن آپ انکار فرماتے رہے، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس بات کا حکم نہیں ملا۔ حکم ملنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اعلان یکم دسمبر 1888ء کو ’’تبلیغ‘‘ کے عنوان پر شائع فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ میں ایک پیغام خلق اللہ کو عموماً اور اپنے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کیلئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کو چھوڑنے کیلئے مجھ سے بیعت کریں۔

پھر آپ نے 12 جنوری 1888ء کو ایک اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ کے عنوان سے شائع فرمایا جس میں دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر دسوں شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں۔ پھر فرمایا یہ وہ شرائط ہیں جو بیعت کرنے والوں کیلئے ضروری ہیں اور جن کو مان کر ہم امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عہد بیعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو بھی، خاص طور پر امت مسلمہ کو اس بات کی توفیق بخشے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھ جائیں اور طرح طرح کی مشکلات سے نجات پائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب مبارک میں آنحضرت ﷺ سے بے انتہا عشق تھا اور یہی عشق تھا جس نے آپ کے اندر اسلام کی خدمت کی تڑپ پیدا کی اور آپ نے اسلام کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ آج احمدیت کا پودا دنیا کے 185 ممالک میں لگ چکا ہے اور اس طرح آپ نے دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں، دنیا کے تمام خطوں اور طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کے ایک حصہ کو دین واحد پر جمع کر دیا ہے اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پیش فرمائے جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں آپ نے بیان فرمائے تھے اور پھر فرمایا اللہ کرے کہ آنحضرت ﷺ سے ایسی ہی سچی محبت ہم میں بھی پیدا ہو جائے، قرآن مجید سے ہم محبت کرنے والے ہوں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں یہ خوشخبری بھی سنائی کہ آج 23 مارچ کے مبارک دن سے ایم۔ٹی۔اے کا ایک تیسرا چینل MTA-3 العربیہ کے نام سے شروع ہو رہا ہے جس میں 24 گھنٹے عربی زبان میں اسلام اور احمدیت کے پروگرام دکھائے جائیں گے۔ فرمایا: اس چینل کی وجہ سے مخالفت بھی شروع ہو گئی ہے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مخالفین کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے اور جو احباب اس چینل میں مختلف رنگوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ جلد اس روحانی آواز پر لبیک کہنے والے ہوں۔

اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعودؑ کی وہ نصیحت پڑھ کر سنائی جو آپؑ نے زمین عرب کے باشندوں کو کی ہیں اور اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا: کہ اے زمین عرب کے باشندو! آج میں حضرت مسیح موعودؑ کے نمائندہ کی حیثیت سے خدائے ربّ العٰلمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر غور کرو، آؤ اور اس مسیح و مہدی کے دست راست بن جاؤ، اے عرب کے رہنے والو! دلوں میں خوف خدا پیدا کرتے ہوئے خدا کے اس مامور کی درد بھری آواز کو سنو، آؤ اور اس کے سلطان نصیر بن جاؤ۔ خدا کرے کہ تم اس حقیقت کو سمجھ لو اللہ تعالیٰ ہماری ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمائے۔ ☆☆☆

بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں

ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے

ارشاد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

1- ’’ایک احمدی کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر الٰہی اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کیں، ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کرنا چاہئے...... کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا‘‘۔

2- ’’ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں پھر ترجمہ پڑھیں‘‘۔

3- ’’بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے خاص طور پر انصار اللہ کو‘‘۔ (اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن)

(نظارت تعلیم القرآن ووقفِ عارضی قادیان دارالامان)